تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار   لاکہیں سے ڈھونڈ کر اَسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ   لاہور

ندائے خلافت

بانی : اقتدار احمد مرحوم   ۱۸ تا ۲۴ جون ۱۹۹۸ء   مدیر : حافظ عاکف سعید

صبر اور تقویٰ — دشمن کے مقابلے میں مسلمان کے دو موثر ترین ہتھیار!

"اور اگر تم صبر اور تقویٰ کی روش اختیار کئے رہو گے تو ان کی چالیں تمہیں نقصان نہ پہنچا سکیں گی جو کچھ وہ کر رہے ہیں' اللہ اس پر حاوی ہے۔" (آل عمران : ۱۲۰)

یہ ہے اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں سے نمٹنے کی راہ! ۱) صبر و استقلال' یعنی دشمن کی قوت اور کید و مکر کے مقابلے میں ہمت اور صبر کا مظاہرہ کرنا' نہ کہ عاجزی و سرافگندگی کی بھیک مانگنا اور دشمنوں اور انکے متوقع شر سے بچنے یا ان کی جھوٹی محبت کے حصول کیلئے اپنے عقیدے یا اسکے بعض حصوں سے دست برداری اختیار نہ کرنا۔ ۱) تقویٰ' یعنی صرف اللہ کا خوف اور ہر دم صرف اُسی کا پاس و لحاظ! یہ تقویٰ ہی ہے جو دلوں کو اللہ سے جوڑتا ہے جس کے بعد مومن جس سے بھی ملتا ہے' اللہ کے طریق زندگی کی راہ میں ملتا ہے' وہ اس کے سوا کسی کی رسی کو نہیں تھامتا۔ جب اسکا دل اللہ سے جڑ جاتا ہے تو وہ اسکی قوت کے علاوہ ہر قوت کو حقیر سمجھنے لگتا ہے۔ پھر یہ رابطہ اسکے عزم کو پختہ و محکم کر دیتا ہے۔ وہ کسی کے آگے سرخم نہیں کرتا اور مصائب سے بچنے یا عزت کے حصول کیلئے اللہ اور اس کے رسولؐ کے دشمنوں سے دوستی نہیں کرتا۔

یہی ہے واحد راہ! صبر و تقویٰ اور استقامت و اعتصام بحبل اللہ! مسلمانوں نے اپنی پوری تاریخ میں جب بھی صرف اور صرف اللہ کے حلقہ کو مضبوطی سے تھاما اور اپنی پوری زندگی میں اللہ کے نظام حیات کو نافذ کیا' وہ عزت و غلبہ سے ہم کنار ہوئے' دشمنوں کے کید و مکر سے اللہ نے انہیں محفوظ رکھا اور ان کا کلمہ بلند ہوا' اس کے برعکس مسلمانوں نے جب بھی اپنے قدرتی و طبعی دشمنوں کا سہارا لیا' ان کے مشوروں پر کان دھرا اور ان میں سے اپنے لئے ہم راز' دوست' اعوان و انصار اور مشیر اختیار کئے' اللہ نے شکست ان کے لئے مقدر کر دی' ان کے اعداء کو ان پر غلبہ نصیب ہوا' ان کی گردنیں ذلت و خواری سے جھک گئیں اور انہوں نے اپنے غلط کاموں کے وبال کا مزا چکھا — پوری تاریخ شاہد ہے کہ اللہ کا کلمہ ہی باقی رہنے والا ہے اور اللہ کی سنت ہی جاری و نافذ ہونے والی ہے! جو کوئی اللہ کی سنت سے' جو زمین میں جاری و نافذ نظر آتی ہے' آنکھیں بند کر لیتا ہے' اس کی آنکھیں ذلت و خواری کے مناظر سے دوچار ہو جاتی ہیں۔

(اقتباس از : "فی ظلال القرآن" سید قطب شہید)

شمارہ : 23   قیمت : 2 روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مدیر
عاکف سعید

نفاذِ شریعت — دینی جماعتوں اور علماء کرام کی ذمہ داری!

وطن عزیز پاکستان کے قیام کو نصف صدی سے زائد عرصہ گزر چکا ہے لیکن اسلام کے نام پر بننے والی وقت کی سب سے بڑی اسلامی مملکت جو سانحہ سقوط مشرقی پاکستان کے بعد اپنی یہ حیثیت کھو بیٹھی تھی تاحال اسلامی نظام کی برکات سے محروم ہے۔ ایک ایسا نوزائیدہ ملک جو ہر طرح کے وسائل سے مالا مال تھا' جس میں بسنے والے نوے فیصد سے زائد افراد اس نظریئے کے ساتھ اپنی وابستگی پر فخر کرتے تھے جو اس ملک کے وجود میں آنے کا باعث بنا' جس کے باشندے ذہنی اور عملی صلاحیتوں کے اعتبار سے دنیا کی کسی بھی قوم سے پیچھے نہ تھے' کیوں گزشتہ نصف صدی کے دوران مسلسل بحرانوں کا شکار رہا؟ یہاں کے لوگ سیاسی طور پر بالغ کیوں نہ ہو سکے کہ وقفے وقفے کے ساتھ مارشل لاء ان کا مقدر بنتا رہا؟ معاشی طور پر کیوں آج تک اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل نہ ہو سکا؟ بلکہ معاشی اعتبار سے اتنا کمزور ہوتا چلا گیا کہ بیرونی قرضوں کے حصول کے لئے عالمی مالیاتی اداروں کی تمام شرائط ماننا اُس کی مجبوری بن گیا! پاکستانی قوم جو قیام پاکستان کے وقت نہایت متحد اور "بنیان مرصوص" دکھائی دیتی تھی' کیوں قومیتوں میں تقسیم ہوتی چلی گئی؟ یہاں تک کہ کالا باغ ڈیم جیسے اہم معاملے پر جس پر پاکستان کی معاشی بقا کا دار و مدار ہے' اتفاق رائے پیدا ہونے کی بجائے اختلافات کی شدت میں اضافہ اور مختلف صوبوں کے مابین "من دیگرم تو دیگری" کی کیفیت تشویشناک صورتحال اختیار کرتی چلی گئی —— پھر علمی و اخلاقی اعتبار سے دیکھئے تو معیار تسلیم پست سے پست تر اور خواندگی کی شرح شرمناک سے شرمناک تر ہوتی چلی گئی' کرپشن اور بددیانتی کو اس درجے فروغ ملا کہ رشوت نے دستور زمانہ اور "معروف" کی صورت اختیار کر لی' جس کے نتیجے میں ملکی اداروں کو استحکام تو کیا ملتا' ہر ادارہ تباہی کے راستے کی طرف چل نکلا یہاں تک کہ سڑکوں کی تعمیر اور صحت جیسے محکموں میں بھی حکومت پاکستان آج فوج سے مدد لینے پر مجبور ہوئی۔ اس صورتحال کا فائدہ ایک طرف عالمی مالیاتی اداروں نے یہ اٹھایا کہ پاکستان کو قطعی نااہل قرار دے کر تمام اہم اداروں کی ٹاپ پر اپنے نمائندے بٹھا دیئے جن کی "رہنمائی" میں ہم ان اداروں کو چلانے اور ان کی "ہدایات" پر عمل کرنے پر مجبور ہیں اور دوسری جانب عالمی سروے رپورٹ کے مطابق پاکستان کو کرپٹ ترین ممالک میں سلور میڈل کا مستحق قرار دے کر پاکستان کی ذلت و رسوائی کا سامان کیا گیا۔

غور طلب بات یہ ہے کہ آخر یہ سب کچھ کیوں ہے؟ —— اس کا صرف اور صرف ایک جواب ہے اور وہ یہ کہ یہ ہماری اللہ کے ساتھ بدعہدی اور اس کے دین کے ساتھ بے وفائی اور غداری کی سزا ہے جو سورۃ توبہ کی آیات ۷۵ تا ۷۷ میں وارد شدہ قانون الٰہی کے مطابق ہمیں مل رہی ہے۔ اس لئے کہ ؎

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
نہیں کرتی کبھی ملت کے گناہوں کو معاف

ہم نے اسلام کے نام پر ایک ملک دعائیں مانگ مانگ کر اللہ سے حاصل کیا اور ملک بن جانے کے بعد اسلام سے غداری اور بے وفائی کو مسلسل اپنا شعار بنائے رکھا' جس کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ آج تک اس ملک کو استحکام حاصل نہ ہو سکا بلکہ اپنے قیام کے ۲۴ برس بعد اس کا آبادی کے حساب سے بڑا حصہ کٹ کر اس سے علیحدہ ہو گیا۔ اس ایک جواب کے سوا کوئی بھی دوسرا جواب محض لفاظی اور حقائق سے چشم پوشی کا مظہر ٹھہرے گا۔ سیدھی سی بات ہے کہ ایک "نظریئے" کی بنیاد پر ملک بنانے کے بعد اس نظریئے سے اغماض اور بے اعتنائی کا رویہ اس ملک کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کا باعث تو بن سکتا ہے' اس کے بقا اور استحکام کا ضامن ہرگز نہیں بن سکتا۔

آج کے دور میں کسی بھی ملک کی مقدس ترین اور اہم ترین دستاویز اس ملک کا دستور ہوتا ہے۔ اُسی دستور کے ذریعے قوم کا قبلہ معین ہوتا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد جب دستور سازی کا مرحلہ آیا تو مولانا مودودی مرحوم و مغفور نے ملک گیر پیمانے پر مطالبۂ دستور اسلامی کی مہم چلا کر دستور میں قراردادِ مقاصد کی شمولیت کی راہ ہموار کی کہ جس میں اللہ کی حاکمیت کا اعلان و اقرار قومی سطح پر کیا گیا۔ مولانا چونکہ اسلام کے سیاسی نظام اور عہد حاضر کے تقاضوں کا شعور و ادراک رکھتے تھے لہٰذا انہوں نے بروقت اس ضرورت کا احساس کرتے ہوئے یہ مطالباتی مہم چلائی اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے تعاون اور کاوش کے نتیجے میں قراردادِ مقاصد منظور ہوئی۔ تاہم پاکستان کے پہلے دستور میں قراردادِ مقاصد کی حیثیت محض ایک رہنما اصول کی تھی' جسے عملی معاملات میں کوئی دخل حاصل نہ تھا۔ اس طرح دستور پاکستان میں بظاہر اللہ کی حاکمیت کے قولی اقرار کے ساتھ عملاً غیر اللہ کی حاکمیت کا سکہ رواں رہا۔ سودی نظام کو ختم کرنے کی بجائے مسلسل اسے مزید مستحکم کرنے کی کوششیں پچھلے پچاس برسوں میں جاری رہیں —— دستور پاکستان میں اسلامی دفعات کا اضافہ جنرل ضیاء الحق مرحوم کے ہاتھوں ہوا لیکن اسلامی دفعات کی شمولیت کے ساتھ اس کے متصادم ایسی دفعات بھی باقی رکھی گئیں کہ جن کی موجودگی میں اسلامی دفعات قطعی غیر موثر ہو کر رہ گئیں —— اللہ کے دین کے ساتھ یہ مذاق اور یہ منافقت پچھلے پچاس برسوں سے جاری ہے۔

ایٹمی دھماکہ کرنے کے بعد اب ہم بیرونی دباؤ کو جھیلنے کے قابل ہو چکے ہیں۔ دینی جماعتیں خواہ سیاسی ہوں یا غیر سیاسی اور مقتدر علماء کرام اگر مل جل کر نفاذِ شریعت اسلامی کے مطالبہ کو بلند کریں اور اسے ایک مؤثر عوامی مطالبے کی شکل دے سکیں تو موجودہ حکومت اس مطالبے کے سامنے اسی طرح گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گی جیسے کہ "ایٹمی دھماکے" کے ضمن میں عوامی دباؤ کے سامنے اسے ہتھیار ڈالنا پڑے۔ سود کے خاتمے اور دستور میں قرآن و سنت کی غیر مشروط بالادستی کو یقینی بنا کر ہی ہم اللہ کی رحمت اور دشمن کے مقابلے میں اس کی نصرت کے امیدوار بن سکتے ہیں۔ اس معاملے میں سب سے بڑھ کر ذمہ داری دینی جماعتوں اور علماء کرام پر عائد ہوتی ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ وہ اس معاملے کی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے اس کے لئے بھرپور طور پر سرگرم عمل ہو جائیں اور پچھلے پچاس برسوں سے جس کوتاہی کے وہ مرتکب ہوتے رہے ہیں اس کی تلافی کا سامان کریں۔ ورنہ اللہ کی جناب میں پیش کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی عذر نہ ہو گا۔ ○○

کالاباغ ڈیم کی تعمیر کا فیصلہ قومی و ملی سطح پر ایک دھماکہ سے کم نہیں

سود سے پاک نظام معیشت قائم کرنے کے ضمن میں اب کوئی عذر پیش نہیں کیا جا سکتا

دینی و مذہبی جماعتیں قرآن و سنت کی بالادستی اور سودی نظام کے خاتمے کو عوامی مطالبہ بنانے کیلئے متحد ہو کر جدوجہد کریں

وزیر اعظم کی تقریر ایک پہلو سے شدید مایوسی لیکن دوسرے پہلو سے خوشی کا باعث بنی

مملکت خداداد پاکستان کے مشرف بہ اسلام ہونے کی جانب تاحال پیش رفت نہیں ہو سکی!

وزیر اعظم نے ذاتی مثال پیش کر کے اچھی روایت قائم کی ہے

مسجد دارالسلام باغ جناح میں ۱۲ جون ۹۸ء کو امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے خطاب جمعہ کی تلخیص

مرتب : نعیم اختر عدنان

خطبہ مسنونہ ' تلاوت آیات اور ادعیہ ماثورہ کے بعد فرمایا:

میرے آج کے خطاب جمعہ کا موضوع وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی طرف سے قومی ایجنڈے کی پہلی قسط پر مبنی خطاب پر تبصرہ ہے۔ کل رات میں نے خود وزیر اعظم کی تقریر براہ راست پاکستان ٹیلی ویژن سے سنی اور آج کے اخبارات میں اس خطاب کی شہ سرخیاں بھی دیکھیں۔ وزیر اعظم کا خطاب میرے لئے دو متضاد احساسات کا باعث بنا۔ بعض اعتبارات سے وزیر اعظم کی تقریر پر مجھے شدید افسوس اور مایوسی ہوئی جبکہ ان کی تقریر کے بعض پہلوؤں سے خوشی بھی ہوئی۔ یہ دونوں متضاد باتیں ہیں لہٰذا ان کا پس منظر مجھے آپ کے سامنے واضح کرنا ہے۔

جس بات پر مجھے شدید افسوس اور مایوسی ہوئی وہ یہ ہے کہ وزیر اعظم نے اپنے خطاب میں نہ تو اللہ اور اُس کے رسولؐ سے جنگ بند کرنے کا کوئی ذکر کیا ہے اور نہ ہی پاکستان کے دستور سے نفاق کی تطہیر کے ضمن میں کوئی تذکرہ کرنا مناسب خیال کیا۔ یہی چیزیں پاکستان کی بقاء و استحکام کے لئے اہم ترین ہیں' اس لئے کہ میری پختہ رائے ہے کہ پاکستان کی بقا و استحکام کا معاملہ فی الاصل اسلام کے ساتھ وابستہ ہے۔ اگر پاکستان ایک سیکولر ملک کی حیثیت سے ترقی کی منزل حاصل کر بھی لیتا ہے اور اسلام کی طرف پیش رفت نہیں ہوتی تو پھر پاکستان کا کوئی مستقبل نہیں ہے۔ سودی نظام کو ختم کر کے اگر اللہ اور اس کے رسولؐ سے جنگ بند نہیں ہوتی تو لامحالہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت حاصل نہیں ہو سکتی' جس کی اس وقت قومی سطح پر ہم شدید ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ اس لئے کہ قوم و ملک کو اس وقت شدید قسم کے عالمی دباؤ کا مقابلہ کرنا ہے۔

منبر و محراب

پاکستان میں سودی نظام کے خاتمے اور غیر سودی نظام معیشت کے قیام کے لئے علمی و نظری سطح پر بہت سا کام ہو چکا ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے لگ بھگ پندرہ سال قبل اس ضمن میں اپنی مفصل رپورٹ میں سود سے پاک نظام پر مبنی جامع خاکہ تیار کر کے حکومت کو پیش کر دیا تھا۔ ماضی میں اس رپورٹ کو بڑی خفیہ دستاویز بنا کر رکھا ہوا تھا مگر میرے کہنے پر ضیاء الحق مرحوم نے اسے شائع کر دیا۔ حال ہی میں میاں نواز شریف نے راجہ ظفر الحق کی سربراہی میں جو کمیشن قائم کیا تھا' ہماری اطلاع کے مطابق اُس نے بھی اپنے حصے کا کام خوش اسلوبی سے مکمل کر دیا ہے' لہٰذا اب تو صرف اور صرف عمل درآمد کا مرحلہ باقی ہے۔ اس کے لئے خلوص نیت' عمل کا ارادہ اور جرأت ایمانی درکار ہے۔ سود سے پاک نظام معیشت قائم کرنے کے ضمن میں اب کوئی عذر پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح قرارداد مقاصد سے متصادم آئینی دفعات کو ملک کے دستور سے کالعدم قرار دے کر ملکی دستور کو منافقت سے پاک کرنا بھی ضروری ہے اس لئے کہ دستور میں موجود اسلامی دفعات بعض دیگر دفعات کی وجہ سے عملاً غیر مؤثر ہیں۔ ملک کا دستور' عدالتی طریقہ کار اور عائلی قوانین بھی وفاقی شرعی عدالت پر عائد پابندیوں کی وجہ سے عدالت کے دائرہ اختیار سے باہر ہیں۔ اس ضمن میں ہم ضروری اور دستوری ترامیم پر مشتمل سفارشات مرتب شدہ شکل میں وزیر اعظم کو پیش کر چکے ہیں جس پر وزیر اعظم نے بطور اعتراف راجہ ظفر الحق سے مخاطب ہو کر یہ بات دو مرتبہ کہی کہ "راجہ صاحب' آئین میں ترمیم کے لئے بل کی تیاری کیجئے۔" (روایت بالمعنی)

وزیر اعظم کے خطاب کے ان مایوس کن اور قابل افسوس پہلوؤں کے بعد خوشی کے بعض پہلو بھی ہمارے پیش نظر رہنے چاہئیں۔ ملک میں خود انحصاری کی جو مہم شروع کی گئی ہے' اس حوالے سے وزیر اعظم کی تقریر میں فضول خرچی' اسراف و تبذیر' اللوں تللوں اور نمود و نمائش میں قومی دولت کے اسراف کی بجائے سادگی اور کفایت شعاری کیلئے اٹھائے گئے اقدامات حوصلہ افزاء اور خوش کن ہیں۔ زرعی شعبے میں اصلاح کے ضمن میں جن اقدامات کا اعلان کیا گیا ہے' ان کے بھی بڑے دوررس نتائج ظاہر ہوں گے۔ ایوب خان اور ذوالفقار علی بھٹو کے ادوار میں کی گئی زرعی اصلاحات پر مکمل عمل درآمد کا اعلان بھی جرأت مندانہ فیصلہ ہے۔ اگرچہ یہ زرعی اصلاحات میرے نزدیک "سنار کی کھٹ کھٹ" سے مشابہ

ہیں' لوہار کا ہتھوڑا تو ابھی سامنے آیا ہی نہیں کہ جو جاگیرداری اور غیر حاضر زمینداری پر مبنی "زمین کے سود" کو ختم کر کے رکھ دے۔ لیکن ان زرعی اصلاحات کی گرفت سے بچنے کیلئے بھی جاگیرداروں اور زمینداروں نے چور دروازے نکال لئے تھے اور کئی ایک نے تو ضبط شدہ زمین بھی مختلف حیلوں اور بہانوں سے واپس بھی لے لی ہے۔ چنانچہ اب اگر میاں نواز شریف زرعی اصلاحات پر مکمل طور پر عمل درآمد کروا کر مذکورہ اراضی کو واگزار کرانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو اس سے زرعی شعبے میں خوشگوار تبدیلی رونما ہونے کی توقع ہے۔

اسی طرح جن لوگوں نے انگریزوں سے وفاداری اور ملک وملت سے غداری کے "صلہ" میں جاگیریں حاصل کی تھیں' ان جاگیروں کو واپس لینے کا اعلان بھی نہایت جرأت مندانہ ہے۔ زرعی اصلاحات پر عمل درآمد اور زرعی آلات خصوصاً ٹریکٹر کی قیمت کم کرنے سے زرعی پیداوار میں اضافہ ہوگا۔ صنعت و حرفت کو عوامی سطح پر توسیع دینے کے لئے قرضوں کی سہولت دینا ایک اچھا فیصلہ ہے لیکن اس معاملے کا یہ پہلو کہ یہ قرضے سود پر دیئے جائیں گے اس اعتبار سے افسوسناک ہے کہ یہ خبر سود کی لعنت کو ختم کرنے کی بجائے مزید فروغ دینے کا باعث ہوگی۔ زرعی اور صنعتی شعبے میں ترقی کے ضمن میں اقدامات سے ملک بحیثیت مجموعی ترقی کی جانب گامزن ہوگا۔ اسی طرح بڑے بڑے قرضہ خوروں سے ہضم کردہ قرضوں کی وصولی کے ضمن میں جس عزم کا اظہار کیا گیا ہے' وہ قابل تعریف ہے۔ ملک کو خود انحصاری کی طرف گامزن کرنے کے لئے نواز شریف نے ذاتی طور پر دو انتہائی قابل تقلید مثالیں پیش کی ہیں جن کی تعریف نہ کرنا زیادتی ہے۔ کچھ عرصہ قبل جب انہوں نے وزیراعظم سیکرٹریٹ چھوڑنے کا اعلان کیا تھا تو بعض لوگوں نے اعتراض کیا تھا کہ اس سے کیا ہوتا ہے' میاں نواز شریف اگر پرائم منسٹر سیکرٹریٹ کا محل چھوڑیں گے تب بات بنے گی۔ اب نواز شریف نے وزیراعظم ہاؤس کو بھی چھوڑ دیا ہے۔ اس طرح انہوں نے قوم کے سامنے ذاتی مثال پیش کر کے پیش رفت کا آغاز کر دیا ہے۔ اسی طریقے سے شریف خاندان کے ذمہ واجب الادا قرضوں کی ادائیگی کے ضمن میں اپنے متعلقہ اثاثے بینک کے حوالے کرنے کا فیصلہ بھی خوش آئند ہے۔

صوبہ پرستی ہمارے ملک میں ایک لعنت کی حیثیت سے موجود ہے۔ کالا باغ ڈیم کا اعلان صوبہ پرستی کی اس لعنت کے خلاف اعلان جنگ کے مترادف ہے۔ یہ بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ دینے والی بات ہے۔ سندھی قوم پرست طبقہ اور اے این پی کی طرف سے نواز شریف حکومت کو اس فیصلے پر شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ان حالات میں کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا اعلان بھی قومی وملی سطح پر دھماکہ سے کم حیثیت کا حامل نہیں ہے۔ کالا باغ ڈیم کی تعمیر جہاں ملکی معیشت کے لئے ایک ناگزیر ضرورت کی حیثیت رکھتی ہے وہاں اس فیصلے کے ذریعے صوبائیت پرستی کا "ہوا" بھی اگر ختم ہو جائے تو یہ ملک کی سالمیت اور یکجہتی کے لئے ایک مثبت پیش رفت ہوگی۔

وزیراعظم نے اپنے خطاب میں عوام کو جو مشورے دیئے ہیں وہ بھی قابل تحسین اور قابل عمل ہیں۔ انکم ٹیکس کی ادائیگی کے بغیر ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ بجلی اور گیس کی چوری کا مسئلہ بھی کم اہم نہیں ہے اس لئے کہ چوری تو آخر چوری ہی ہے' چاہے بجلی کی ہو یا گیس کی۔ ٹیکس چور کی طرح بجلی اور گیس چور کا مقابلہ ایک ایماندار صنعت کار یا تاجر کیسے کر سکتا ہے؟ ٹیکس' بجلی اور گیس چوری کے اخلاقی اور دینی پہلو کو بھی نمایاں کیا جانا چاہئے کہ یہ اخلاقی جرم ہی نہیں بلکہ دینی و مذہبی اعتبار سے بھی قابل مذمت فعل ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ میاں نواز شریف نے اپنی پوری تقریر میں دین و مذہب کو سرے سے اپنا Frame of Reference نہیں بنایا بلکہ ترقی یافتہ ممالک ہی کا انہوں نے حوالہ دیا ہے' اس لئے کہ میاں نواز شریف کے سامنے بطور "نمونہ اور اسوہ" یہی ترقی یافتہ ممالک ہیں جہاں سرمایہ دارانہ نظام معیشت کارفرما ہے۔

اسی طرح چائے اور چکنائی (گھی) کے استعمال میں وزیراعظم کی خواہش کے مطابق اگر قابل لحاظ حد تک کمی واقع ہو جائے تو قومی سطح پر زرمبادلہ کی کافی بڑی مقدار بچ جائے گی۔ وزیراعظم کی طرف سے اعلان کردہ ان تمام اقدامات پر مثبت طور پر عمل درآمد کے نتیجے میں معاشی انصاف کی طرف کچھ پیش رفت لازماً ہوگی اور یہ معاشی انصاف بھی کم اہم شے نہیں ہے۔

قرآن مجید میں معاشی انصاف کے حوالے سے سورۂ حشر میں فرمایا گیا ہے کہ "دولت صرف امیروں ہی میں گردش نہ کرتی رہے"۔ طبقاتی تقسیم میں چکی آٹا تو پیستی ہے لیکن وہ آٹا صرف "Haves" کی طرف گرتا ہے' "Have nots" کو اس سے کوئی حصہ نہیں ملتا۔ چنانچہ دولت کی غلط تقسیم سے ایک جانب محروم لوگوں کا طبقہ پیدا ہو جاتا ہے تو دوسری طرف مترفین کا طبقہ وجود میں آتا ہے۔ معاشی لحاظ سے یہ فرق وتفاوت معاشرے کیلئے بڑا تباہ کن ثابت ہوتا ہے جس کی اسلام شدید مذمت کرتا ہے۔ اسلام نے آزاد معیشت کا راستہ کھولا ہے۔ چنانچہ قانونی سطح پر اسلام کا معاشی نظام ایک controlled اور Internally mananged capitalism ہے جبکہ معاشی سطح پر اسلام کی اخلاقی و روحانی تعلیمات "Voluntary Socialism" کے اصول پر مبنی ہیں۔ اس سطح پر انفرادی اور قومی ملکیت کی مطلق نفی ہو جاتی ہے اور دنیا کا مال و متاع اللہ کی امانت قرار پاتا ہے۔ بقول شاعر ؎

ایں امانت چند روزہ نزد ما است
در حقیقت مالک ہر شے خدا است

یعنی انسان کو اس دنیا میں جو کچھ بھی ملتا ہے وہ اسے اپنا کسب نہیں بلکہ اللہ کا فضل سمجھے۔ فضل در حقیقت اس شے کو کہتے ہیں جو انسان کو بلا استحقاق مل جائے۔ ہر انسان کا جائز حق اس کی ناگزیر بنیادی ضروریات کی تکمیل کی حد تک ہے۔ اخلاقی و روحانی سطح پر اسلام کی معاشی تعلیمات کا تقاضا یہ ہے کہ ملک کا مالدار اور صاحب ثروت طبقہ ملکی ترقی اور عوام کو معاشی انصاف فراہم کرنے کی خاطر اپنا زائد از ضرورت مال وقف کر دے اور اپنے پاس موجود اس "امانت" کو ع "حق بہ حقدار رسید" کے اصول کے تحت اس کے حقداروں تک پہنچا دے۔ اسی اصول پر خود حضور ﷺ' صحابہ ؓ میں سے فقراء صحابہ اور اولیاء کرام نے اپنی زندگیاں بسر کی ہیں۔

میری رائے یہ ہے کہ زرعی اصلاحات پر عمل درآمد سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر جاگیرداری کے ساتھ ساتھ امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کی رائے کے مطابق غیر حاضر زمینداری کا مکمل خاتمہ کیا جائے۔ میں اگر اپنی گفتگو کو sum-up کروں تو صورت حال سورۂ توبہ کی آیت کا مصداق نظر آتی ہے۔ فرمان ربانی ہے ﴿خلطوا عملا صالحا واخر سیئا﴾ یعنی انہوں نے اچھی اور بری چیزوں کو گڈمڈ کر دیا ہے۔ اسی طرح میاں نواز شریف نے اپنی تقریر میں جہاں بعض اچھے اقدامات کا بھی اعلان کیا ہے' وہاں دین و شریعت کی بالادستی کے قیام اور اللہ اور اس کے رسولؐ کے خلاف جنگ بند کرنے کی طرف کوئی پیش قدمی ان کے خطاب میں نظر نہیں آئی جو ہمارے نزدیک قابل افسوس ہے۔

ایک مقولہ ہے کہ "الملک یبقی مع الکفر ولا یبقی مع الظلم" یعنی ملک و مملکت کفر پر تو قائم رہ سکتے ہیں لیکن ظلم پر باقی و قائم نہیں رہ سکتے! آج پوری دنیا میں جو عظیم مملکتیں قائم ہیں وہ کفر پر قائم ہیں۔ چنانچہ وزیراعظم کے حالیہ اقدامات سے معاشی عدل کی طرف کسی قسم کی پیش رفت اگر ہو جاتی ہے تو اس سے یقیناً ملک کے استحکام کی طرف ایک قدم آگے بڑھے گا۔

پاکستان کے مستقبل کے حوالے سے میری بات اب اور زیادہ کھل کر واضح ہو رہی ہے کہ پاکستان کا قیام درحقیقت مشیت خداوندی کی طویل المیعاد سکیم کا ایک حصہ ہے اور اسے عالمی سطح پر دین حق کے غلبہ میں اہم کردار ادا کرنا ہے۔ اگرچہ مملکت خداداد پاکستان کے

مشرف بہ اسلام ہونے کی جانب پیش رفت تاحال توقع کے مطابق نہیں ہو سکی ہے لیکن موجودہ "جاہلیت" کے ساتھ بھی اگر پاکستان کو دفاعی اور اقتصادی لحاظ سے کسی قدر استحکام حاصل ہو جاتا ہے تو یہ بھی دراصل ایک مثبت بات ہی ہوگی اور صرف ایک قدم مشرف بہ اسلام ہونے کا باقی رہ جائے گا۔ گویا اب اصل مرحلہ ہمارے سامنے یہ ہے کہ اس ملک کو مشرف بہ اسلام کیا جائے' اسے جاہلیت' نفاق اور مادیت پرستی کے اندھیروں سے نکال کر اسلام اور ایمان کے نور میں لایا جائے۔ اس مرحلے کو سر کرنے کی سب سے زیادہ ذمہ داری دینی و مذہبی جماعتوں پر عائد ہوتی ہے' اس لئے کہ میاں نواز شریف اور مسلم لیگ نے کبھی خود کو مذہبی آدمی اور مذہبی جماعت قرار نہیں دیا۔ یہ دینی و مذہبی جماعتوں اور ان کی قیادتوں اور سیادتوں کا کام ہے کہ وہ اس کے لئے آگے بڑھیں۔ دینی جماعتیں متحد ہو کر اور اپنی تمام تر صلاحیتوں اور قوتوں کو یکجا کر کے قرآن و سنت کی بالادستی کے قیام اور سودی نظام کے خاتمے پر مبنی دو نکاتی مطالبہ کو اس سطح تک لے آئیں جس سطح پر پوری قوم ایٹمی دھماکے کرنے کے حوالے سے یکسو اور متفق و متحد نظر آتی تھی۔ نفاذ شریعت کے لئے بھی عوامی سطح پر ایٹمی دھماکہ کئے جانے کی طرح کا زوردار مطالبہ بلند کیا جائے۔ اگر دینی جماعتیں یہ فضا پیدا نہیں کر سکتیں تو ظاہر بات ہے کہ پھر شریعت کی بالادستی کے لئے مطلوبہ قدم نہیں اٹھ سکتا۔ دین کا نفاذ اگر عوامی مطالبہ کی صورت میں سامنے آ جائے تو اس ضمن میں یقیناً پیش رفت ہوگی۔ میں نے پچھلے جمعہ کے خطاب میں یہ تجویز پیش کی تھی کہ امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نفاذ شریعت کے ضمن میں دینی و مذہبی جماعتوں کا کنونشن بلائیں' ہم ان کے ساتھ بھرپور تعاون کریں گے۔ اس تقریر کا کیسٹ محترم قاضی صاحب کو بھجوایا گیا تھا' پھر تنظیم اسلامی کے ایک وفد نے بھی قاضی صاحب سے ملاقات کی۔ تنظیم اسلامی کے وفد کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے قاضی حسین احمد نے یہ فرمایا کہ جماعت اسلامی اس معاملے میں لیڈنگ رول ادا نہیں کرنا چاہتی' لیکن اگر تنظیم اسلامی آگے بڑھ کر یہ کوشش کرے تو ہم تعاون کریں گے۔ بعد ازاں محترم قاضی حسین احمد صاحب میری عیادت کے لئے بھی تشریف لائے۔ اس موقع پر میری قاضی صاحب سے مفصل گفتگو ہوئی' انہوں نے مجوزہ کنونشن کے سلسلے میں اپنے تعاون کا یقین دلایا ہے۔ اس کنونشن کے لئے قاضی صاحب کے مشورے سے ۲۸ جون کی تاریخ بھی طے ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ پیش نظر کام میں اپنی خصوصی تائید و نصرت ہمارے شامل حال فرمائے۔ (آمین)

جمعرات ۱۱ مئی کی شام کو جمعیت علماء پاکستان کے رہنما انجینئر سلیم اللہ کو میں نے بطور خاص ملاقات کے لئے قرآن اکیڈمی مدعو کیا' قاری عبدالحمید بھی ان کے ہمراہ تھے۔ ان حضرات سے ڈھائی گھنٹے کی طویل گفتگو ہوئی۔ اس ملاقات کے ذریعے مجھے بہت اہم معلومات حاصل ہوئی ہیں وہ یہ کہ جمعیت علماء پاکستان نے مولانا عبدالستار نیازی کی سربراہی میں' جبکہ وہ مذہبی امور کے مذہبی وزیر بھی تھے' نفاذ اسلام کے ضمن میں اتفاق رائے پر مبنی بڑی جامع و مفصل رپورٹ مرتب کر کے حکومت کو پیش کی تھیں۔ اسی طرح فرقہ وارانہ تلخی کو کم کرنے کے لئے تمام مسالک کے نمائندہ افراد سے مل کر ایک رپورٹ مرتب کی گئی تھی۔ انسداد سود کے ضمن میں بھی جامع اور مفصل رپورٹیں تیار کی گئی تھیں۔ میں حیران ہوں کہ جے یو پی اس وقیع کام کو اب تک عوام کے سامنے کیوں نہیں لائی!

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

الفضل ما شہدت بہ الاعداء

فقیری میں پادشاہی!

تھامس کارلائل کی کتاب "Hero and Hero worship" سے ایک اقتباس

ترجمہ : ڈاکٹر ابصار احمد

مغربی مورخین و مستشرقین' جن میں یہودی اور عیسائی دونوں شامل ہیں' آنحضور ﷺ کی سیرت پر گفتگو کرتے ہوئے جہاں بحیثیت مدبر و بے مثال قائد آپ کی عظمت کے اعتراف پر خود کو مجبور پاتے ہیں وہاں بالعموم آپؐ کی عائلی زندگی اور تعدد ازدواج کو شدید طور ہدف تنقید بنا کر اپنے خبث باطن کا اظہار کئے بغیر نہیں رہتے۔ تھامس کارلائل کا معاملہ اس اعتبار سے مختلف نظر آتا ہے کہ اس نے اپنی درج ذیل تحریر میں کسی بددیانتی یا تعصب کا مظاہرہ کئے بغیر آنحضورؐ کی شخصیت اور آپ کی عائلی زندگی کو صحیح سیاق و سباق میں پیش کیا ہے' گویا اس نے مستشرقین کے ان اعتراضات کا بھرپور اور مسکت جواب پیش کر دیا ہے جو آج تک وہ آنحضور ﷺ پر عائد کرتے رہے ہیں (ادارہ)

حضرت محمد (ﷺ) کے بارے میں جو کچھ بھی کہا جائے' وہ اپنی ذات میں تلذذ پسند شخص نہیں تھے۔ ہم اگر ان کے بارے میں یہ کہیں کہ وہ (نعوذ باللہ) گھٹیا اور حیوانی لذات اور عیش و تنعم میں مگن شخص تھے' تو ہم بہت بڑی غلطی کے مرتکب ہوں گے۔ واقعہ اس کے برعکس یہ ہے کہ وہ ہر قسم کی عیش و عشرت سے منہ موڑے ہوئے تھے۔ ان کے اہل خانہ نے انتہائی عسرت اور بے سروسامانی کی زندگی بسر کی۔ آپؐ کی خوراک بالعموم جو کی روٹی اور پانی ہوتی تھی اور آپؐ کے گھر میں بعض اوقات مہینوں چولہا گرم نہ ہوتا تھا۔ آپ کے صحابہؓ اور سوانح نگار فخر سے اس بات کو بیان کرتے ہیں کہ آپؐ بنفس نفیس اپنے جوتوں کی مرمت اور اپنے کرتے پر پیوند لگاتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپؐ دنیاوی اعتبار سے مفلوک الحال لیکن سخت کوش تھے اور آپؐ کو ان اہداف میں قطعاً دلچسپی نہ تھی جن کے لئے دنیادار اور حیوانی لذات رکھنے والے لوگ جدوجہد کرتے ہیں۔ آپؐ یقیناً اخلاقی اعتبار سے برے نہیں تھے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ آپؐ میں مادی اور دنیاوی چاہت کی بجائے کوئی اعلیٰ و ارفع مقصدیت ہی تھی جس کے باعث تئیس سال نظم و ضبط سے عاری عرب آپ کے شانہ بشانہ لڑے اور آپؐ کی از حد عزت و تکریم کی۔ عرب انتہائی جھگڑالو اور بات بات پر جنگ کرنے والے لوگ تھے۔ انسانی عظمت اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کا حامل کوئی شخص ہی ان پر حکمرانی کر سکتا تھا۔ آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا وہ انہیں صرف رسولؐ سمجھتے تھے؟ نہیں' وہ معرکے میں ان کے ساتھ ہوتے تھے۔ آپؐ کی حیثیت (لیڈر کے طور پر) بالکل عیاں تھی اور آپؐ کی ذات کے گرد کسی پر اسراریت کا ہالہ نہ تھا۔ وہ علی الاعلان اپنے کرتے پر پیوند لگاتے' اپنے جوتے مرمت کرتے اور ساتھیوں کے جلو میں جنگ کرتے' مشورہ کرتے اور انہیں احکامات دیتے تھے۔ انہوں نے یقیناً شخصی اعتبار سے ان کی حقیقت اور عظمت جان لی ہوگی۔ آپ انہیں جو چاہیں کہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ کسی بڑے شہنشاہ کی بھی اتنی قدر و منزلت اور اطاعت نہیں کی گئی جتنی آپؐ کی پیوند لگے لباس کے ساتھ جو آپؐ نے خود لگائے۔ تئیس سالہ انتہائی سخت ابتلاء و آزمائش کے پس منظر میں مجھے آپؐ ایک حقیقی اور واقعی ہیرو نظر آتے ہیں جو ہیرو کی جملہ ضروری صفات سے متصف ہو۔

رُحَمَاءُ بَیْنَهُمْ ...... عظمت کے نشان

(مرتب: حافظ محبوب احمد خان' ماخوذ از: "حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سرکاری خطوط")

خلیفۂ رسولؐ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ۱۲ ہجری کے حج سے واپس آکر محرم ۱۳ ہجری میں شام پر چڑھائی کی تیاری شروع کی۔ چڑھائی کے اسباب و محرکات کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ حج سے واپسی پر صحابیٔ رسولؐ حضرت شرحبیل بن حسنہ نے ایک خواب بیان کیا جس کی تعبیر یہ تھی کہ خلیفہ شام پر حملہ کرکے اسے فتح کرلیں گے۔ دوسرا سبب جو یقینی طور پر زیادہ قوی ہے' یہ تھا کہ انہوں نے فرض جہاد کی ادائیگی اور اشاعت اسلام کے لئے چڑھائی کی۔ ان دو کے علاوہ ایک تیسرا عنصر رسول اللہ ﷺ کی وہ پیشین گوئیاں تھیں جن میں خوشخبری دی گئی تھی کہ عنقریب قیصر اور کسریٰ کی حکومت اور خزانے مسلمانوں کے قبضے میں آجائیں گے اور اُن کی اقتصادی زبوں حالی کا خاتمہ ہوجائے گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابی سفیان کو شام کی طرف بھیجا۔ بعد میں شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو ان کی مدد کے لئے روانہ کیا اور ان تینوں لشکروں کا سپہ سالار اعلیٰ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے شام میں جابیہ کے اِردگرد کا علاقہ فتح کرکے جابیہ میں اپنی چھاؤنی بنائی' جہاں مرکز سے برابر دستے اور رسالے آکر جمع ہوتے۔ جابیہ میں آپؓ کو اطلاع دی گئی کہ قیصر روم انطاکیہ چلا گیا ہے جہاں اس نے اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا اور ایسے لشکر تیار کئے ہیں جو اس کے باپ دادا یا کسی اور بادشاہ نے کبھی نہیں کئے۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے صورتحال سے مطلع ہوکر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا:

"مجھے خبر ملی ہے کہ شاہ روم ہرقل انطاکیہ میں فروکش ہوا ہے اس نے اپنی بیرون شام قلمرو سے فوجیں بلائی ہیں یہ فوجیں اس کے پاس روانہ بھی ہوچکی ہیں' میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کو صورتحال سے مطلع کروں تاکہ آپ مناسب کارروائی کریں"۔ (فتوح شام' ازدی ص ۲۴)

خلیفۂ رسول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب دیا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تمہارا خط ملا' شاہ روم کی فوجی تیاریوں کا حال معلوم ہوا۔ اُس کے انطاکیہ میں قیام پذیر ہونے کے معنی ہیں کہ وہ اور اُس کی فوجیں شکست کھائیں گی اور تم اور مسلمان اللہ کے فضل سے فتح حاصل کرو گے۔ تم نے یہ جو لکھا ہے کہ تم سے لڑنے کے لئے وہ اپنی ساری قلمرو سے فوجیں جمع کررہا ہے تو یہ ایسی بات ہے جس کے رونما ہونے کا ہمیں اور تمہیں پہلے سے علم تھا۔ کوئی قوم اپنا اقتدار اور اپنا ملک بغیر لڑے نہیں چھوڑا کرتی۔ تمہیں خوب معلوم ہے کہ بہت سے مسلمان پہلے ان سے لڑ چکے ہیں جن کو موت اتنی پیاری تھی جتنی اُن کے دشمن کو زندگی' جو جان کی قربانی دے کر خدا سے "اجر عظیم" کے طالب تھے' جو جہاد فی سبیل اللہ کو اپنی باکرہ بیویوں اور عمدہ اونٹوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے' جن کا ایک مرد جنگ میں مشرکوں کے ہزار آدمیوں سے بہتر تھا۔ ان جان نثاروں کی مثال سامنے رکھ کر اپنی فوج سے ان کا مقابلہ کرو اور تعداد کی کمی سے نہ گھبراؤ! اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ پھر بھی ان شاء اللہ میں تمہارے پاس اتنی رسد بھیجوں گا جس سے تم مطمئن ہوجاؤ گے اور جس سے زیادہ کی تم کو خواہش نہ رہے گی۔ والسلام علیک"۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے حضرت خالد بن ولیدؓ کو بھیجنے اور شام میں موجود فوج کی کمان حضرت خالد بن ولیدؓ کی سپرد کرنے کا فیصلہ کیا۔ اگرچہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اُن کے بااعتماد جرنیل تھے مگر حضرت خالد بن ولید کو نومسلم ہونے کے باوجود ان کی جنگی صلاحیت کے باعث حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ پر ترجیح دی گئی کیونکہ وہ نہ صرف شامیوں کی لڑائی کے فن' تجربہ اور جنگی چالوں کو بخوبی سمجھتے تھے بلکہ خوداعتمادی کے زیور سے بھی آراستہ تھے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی معزولی کے فرمان کا مضمون یہ تھا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ واضح ہو کہ میں نے شام میں رومیوں سے لڑائی کی کمان خالدؓ کو دے دی ہے' تم اُن کی مخالفت نہ کرنا' اُن کی بات ماننا اور ان کی رائے پر عمل کرنا۔ میں نے یہ جانتے ہوئے کہ تم خالد سے بہتر ہو' ان کو تمہارا افسر اعلیٰ بنا دیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان کو جنگی معاملات کی تم سے زیادہ سمجھ بوجھ ہے۔ خدا سے دعا ہے کہ ہمیں اور تمہیں سیدھے راستے پر گامزن رکھے' السلام علیک ورحمتہ"۔ (فتوح الشام' ازدی ص ۷۴)

ربیع الاول ۱۳ ہجری میں حضرت خالد بن ولیدؓ اپنا عہدہ سنبھالنے کے لئے شام روانہ ہوئے۔ چونکہ وہ نومسلم تھے جبکہ اس کے برعکس حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ مہاجرین اولین اور رسول اللہ ﷺ کے عزیز ترین ساتھیوں میں سے تھے۔ ان کی خدمات جنگ اور امن کی حالت میں شاندار تھیں' عادات و اطوار پسندیدہ تھے۔ رسول اللہؐ کے صحابہ میں ان کو خاص امتیاز حاصل تھا' عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کا احترام کرتے تھے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو اس خیال سے غیرت سی آئی کہ وہ افسر اور ابوعبیدہ جیسی بھاری بھرکم شخصیت ان کے ماتحت ہو۔ اس احساس کے زیر اثر انہوں نے ابوعبیدہ کو عزت و احترام سے بھرپور خط لکھا' جس میں حضرت ابوعبیدہ کی شخصیت کا احترام و ادب جھلکتا ہے'

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: ابوعبیدہ بن جراح کی خدمت میں خالد بن ولید کی طرف سے' سلام علیک' میں اس معبود کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ خدا سے التجا ہے کہ قیامت کے دن مجھے اور آپ کو دوزخ کی سزا سے امان میں رکھے اور دنیا میں آزمائشوں اور مصیبتوں سے۔ خلیفہ رسول اللہ (ابوبکر) کا فرمان موصول ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ شام جاکر وہاں کی فوجوں کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لوں۔ بخدا میں نے نہ تو اس عہدہ کی درخواست کی نہ خواہش اور نہ اُن سے اس بارے میں کوئی خط و کتابت کی۔ آپ پر خدا کی رحمت (میرے سالار اعلیٰ ہونے کے باوجود) آپ کی حیثیت وہی رہے گی جو تھی۔ آپ کے کسی حکم کو ٹالا نہ جائے گا' نہ آپ کی رائے اور مشورہ کو نظرانداز کیا جائے گا اور نہ آپ کے مشورہ کے بغیر کوئی فیصلہ ہوگا۔ آپ مسلمانوں کی ایک برگزیدہ شخصیت ہیں' نہ تو آپ کے فضل سے انکار کیا جاسکتا ہے اور نہ آپ کی رائے سے بے پرواہی برتا ممکن ہے۔ خدا سے دعا ہے کہ اپنی مہربانیوں کو پایہ تکمیل تک پہنچادے اور مجھے اور آپ کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھے' والسلام علیک ورحمتہ اللہ"

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ کے فرمان کے مطابق خالد بن ولید کو خوش آمدید کہا۔

طالبان تحریک کے بیشتر رہنما پاکستان کے دینی مدارس سے فارغ التحصیل ہیں

قندھار کے مرکزی سینما گھر کو گرا کر جامع عمرؓ کے نام سے وسیع و عریض مسجد تعمیر کی جا رہی ہے

پاکستانی علماء اور صحافیوں کے دورۂ افغانستان کے تاثرات و مشاہدات' ہفت روزہ "زندگی" کے کالم نگار جناب عطاء الرحمن کی زبانی

ہفتہ ۲۵/اپریل کو میں علماء اور صحافیوں کے ایک وفد کے ہمراہ افغانستان میں طالبان کی حکومت کے احوال کو براہ راست دیکھنے اور اس کے قائد ملا محمد عمر سے ملاقات کے لئے قندھار پہنچا تو دو امور نے ہر ایک کی توجہات کو اپنی جانب مبذول کر رکھا تھا۔ ایک تو کابل کے شمال میں جبل السراج کے مشہور مقام کے نزدیک طالبان اور شمالی اتحاد کے درمیان ایک مرتبہ پھر محاذ جنگ گرم ہو گیا تھا۔ گزشتہ نو ماہ کے دوران ہونے والی جھڑپوں میں یہ شدید ترین تھی۔ دوسرے اگلے روز اسلام آباد میں دونوں متحارب قوتوں کے نمائندگان کے درمیان پہلی مرتبہ باقاعدہ امن مذاکرات کا آغاز ہونے والا تھا۔ ان کو مذاکرات کی میز پر لانے کے لئے اگرچہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے نمائندے جناب براہیمی' اسلامی سربراہی کانفرنس کے سیکرٹریٹ اور پاکستان کے دفتر خارجہ نے بہت محنت کی تھی اور کئی مہینوں کی شٹل ڈپلومیسی کی وجہ سے مذاکرات کے لئے راہ ہموار ہوئی تھی لیکن اس میں بھی فیصلہ کن کردار بہر صورت امریکہ کے سفیر برائے اقوام متحدہ بل رچرڈسن کے یک روزہ دورہ افغانستان نے ادا کیا تھا' جنہوں نے جمعہ ۱۷/اپریل کو کابل اور شبرگان میں بالترتیب طالبان اور شمالی اتحاد دونوں کے ذمہ داران سے علیحدہ علیحدہ ملاقاتیں کر کے انہیں فوری طور پر بات چیت کا آغاز کرنے اور کم از کم ۲۷/اپریل تک عارضی جنگ بندی پر آمادہ کیا تھا۔ دونوں گروہ اپنی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے جنگ بندی تو برقرار نہ رکھ سکے تھے اور ان کے مابین شدید ترین جھڑپوں کا ایک مرتبہ پھر آغاز ہو چکا تھا۔ ہفتہ ۲۴/دسمبر کو ہمارا وفد جب کوئٹہ سے قندھار پہنچا تو شہر کی فضا اس بنا پر قدرے مکدر تھی کیونکہ تازہ لڑائی میں کام آنے والے چند طالبان کی لاشیں یہاں بھی ہوائی جہاز کے ذریعے پہنچنا شروع ہو گئی تھیں اور کچھ زخمی بھی لائے گئے تھے جس کا مطلب یہ تھا کہ کابل کے ہسپتالوں میں جگہ باقی نہیں رہی تھی۔

قندھار میں (جو عملاً طالبان انتظامیہ کا دارالحکومت ہے) "امیر المومنین" ملا محمد عمر قیام فرما ہیں۔ بنیادی پالیسیوں اور امور کے بارے میں فیصلے یہیں سے صادر ہوتے ہیں۔ کابل میں ان کے ماتحت جو حکومت ہے اس کے ساتھ پاکستان ٹیلی کمیونی کیشن (پی ٹی سی) کی فراہم کردہ سہولتوں کی بدولت موصوف کا لمحہ بہ لمحہ رابطہ رہتا ہے۔

طالبان اور ان کے حامیوں میں پائی جانے والی سوچ یہ ہے کہ اگر انہوں نے ۱۹۹۴ء سے لے کر اب تک ملک کے اسی فیصد سے زائد رقبے پر بزور شمشیر قبضہ کر لیا ہے تو کوئی دن جاتا ہے کہ وہ بقیہ بیس فیصد سے کم رقبے اور اس کی آبادی کو بھی اپنے تسلط میں لے لیں گے۔ طالبان کو اس پر بھی فخر ہے کہ انہوں نے اپنی حکومت کے زیر اثر علاقے میں مثالی امن اور ڈسپلن قائم کیا ہے' اسلامی شریعت کے احکام نافذ کئے ہیں للذا وہ پورے ملک پر حکومت کرنے کا استحقاق رکھتے ہیں۔ طالبان کو بجا طور پر اس پر ناز ہے کہ انہوں نے گزشتہ بیس برسوں میں پہلی مرتبہ ملک کے اسی فیصد سے زائد علاقے میں امن و امان کی فضا بحال کی ہے اس کی وجہ سے اب یہاں قدرے سکون اور چین ہے۔ مزید برآں یہ کہ اسلامی شریعت کا نفاذ (جو کہ جہاد کا اصل مقصد تھا) کر دیا گیا ہے۔ ہمارا وفد طالبان اسلامی تحریک قائد ملا محمد عمر سے ملاقات کے لئے قندھار پہنچا تو ہمیں شرف باریابی حاصل کرنے کے لئے چوبیس گھنٹے انتظار کرنا پڑا۔

تقریباً پندرہ افراد پر مشتمل وفد کی قیادت جامعہ اشرفیہ لاہور کے نائب مہتمم مولانا فضل رحیم کر رہے تھے۔ کراچی سے اشرف المدارس کے منتظم اور روحانی شخصیت مولانا حکیم محمد اختر کے صاحبزادے مولانا محمد مظہر اور اکوڑہ خٹک صوبہ سرحد سے مولانا انوار الحق (مولانا سمیع الحق کے چھوٹے بھائی) بھی شریک تھے۔

ملا محمد عمر چھریرے جسم اور لانبے قد کی جواں عمر شخصیت ہیں۔ ان کی ایک آنکھ بتایا جاتا ہے کہ جہاد کے دوران کسی کارروائی میں حصہ لیتے ہوئے ضائع ہو گئی تھی' اگرچہ طالبان تحریک کے بیشتر رہنما پاکستان کے صوبہ سرحد اور بلوچستان کے دینی مدارس سے باقاعدہ فارغ التحصیل ہیں لیکن قائد تحریک نے درس نظامی کے صرف ابتدائی اسباق (کافیہ تک) پڑھے ہوئے ہیں' البتہ ان کی قائدانہ صلاحیتوں کا بہت شہرہ ہے۔ وہ قندھار میں بیٹھ کر کابل کی حکومت چلا رہے ہیں۔ جنگ کے لمحہ لمحہ کے حالات سے باخبر رہتے ہیں اور اس کے بارے میں احکام صادر کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر خانہ جنگی کے نتیجے میں تقسیم در تقسیم شدہ افغان معاشرے کی پختون اکثریت میں امن قائم کیا ہے اور انہیں ایک جھنڈے تلے جمع کیا ہے۔ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے ہیں اور شرعی احکام کے نفاذ کے بارے میں کسی رو رعایت سے کام لینے کے قائل نہیں۔

اتوار ۲۶/اپریل کی سہ پہر کو ہم ملا محمد عمر سے ملاقات کے لئے ان کے سرکاری دفتر کی عمارت میں داخل ہوئے تو سڑک کے دائیں جانب شہر کی تاریخی جامعہ مسجد کے عقب میں اٹھارہویں صدی کے مشہور فاتح اور جرنیل احمد شاہ ابدالی کے مزار کا نیلگوں گنبد نظر آ رہا تھا۔ احمد شاہ ابدالی نے مختلف افغان قبائل کو جن میں پختونوں کے علاوہ تاجک ازبک اور ہزارے بھی شامل تھے' اکٹھا کر کے مملکت افغاناں کی بنیاد رکھی تھی۔ اس نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی دعوت پر اس وقت ہندوستان پہنچ کر جب سلطنت مغلیہ ریزہ ریزہ ہو چکی تھی' پانی پت کی تیسری لڑائی میں آندھی کی مانند اٹھتی ہوئی مرہٹہ طاقت کو جو شمالی ہند کے مسلمانوں کا قلع قمع کر دینے پر تلی ہوئی تھی' پاش پاش کر کے رکھ دیا تھا۔ میں طالبان کے امیر المومنین ملا عمر سے ملاقات کے لئے عمارت کے اندر داخل ہونے لگا تو معاً میرے ذہن میں خیال پیدا ہوا کہ اگر آج کا یہ پختون اسلامی قائد بھی آگے بڑھ کر اپنے مسلمان تاجک اور ازبک بھائیوں کو گلے لگا لے' رشید دوستم جیسے سابق کمیونسٹ کے ساتھ صلح نہ کرے لیکن وہاں کی مسلمان اکثریت کے ساتھ توپ و تفنگ کی بجائے قرآن و حدیث اور محبت کی زبان میں گفتگو کرے اور ابدالی کی مانند مسلمانان افغانستان کو ایک مرتبہ پھر اکٹھا کر کے اس مملکت اسلامیہ کو تقسیم ہونے سے بچا لے تو شاید تاریخ دان ملا عمر کا نام احمد شاہ ابدالی کے بعد ملت افغانیہ اسلامیہ کے دوسرے بڑے محسن کے طور پر رقم کریں۔

ہم ملا عمر کے دفتر کی سرکاری عمارت کے بیرونی احاطے میں داخل ہوئے تو آگے بڑھنے سے پہلے سب کی فرداً فرداً جامہ تلاشی لی گئی۔ اس کے بعد عمارت کے اندرونی صحن میں داخل ہوئے تو درمیان میں بڑی لوہے کی

چارپائی کے جس پر کوئی چادر یا بستر نہیں تھا' پاس کھڑے عام افغانوں کی مانند سر پر کالے رنگ کا عمامے باندھے اور معمولی کپڑے کے قمیض شلوار زیب تن کئے ہوئے ایک شخص سے ہماری ملاقات کرائی گئی۔ یہ افغانستان کے سب سے ممتاز قائد ملا عمر تھے جن کے ہاتھوں میں اس تباہ شدہ ملک کے اسی فیصد سے زائد رقبے اور اس پر آباد ترپین فیصد آبادی کی باگیں ہیں۔ ہمارے سلام کا جواب دیا' سب کے ساتھ رسمی مصافحہ کیا۔ نائب وزیر خارجہ عبدالجلیل صاحب نے وفد کی آمد کا مقصد بتایا اور کہا کہ اس میں پاکستان سے علماء اور صحافی شامل ہیں۔ طالبان کے قائد نے سن کر سر کو ہلکی سی جنبش دی۔ ہم دو صحافی موصوف کو تجسس کی پیشہ ورانہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ باقی سب علماء تھے جو "امیرالمومنین" کی جانب عقیدت کی نگاہیں لئے کھڑے تھے۔

طالبان حکومت کے نائب وزیر خارجہ جناب عبدالجلیل اور قندھار کے گورنر ملا حسن رحمانی البتہ سابق گورنر ہاؤس میں (جو اب مہمان خانہ بن گیا ہے) قدرے کھل کر بات کی اور امکانی حد تک سوالات کے جواب دیئے۔ کیا آپ امن قائم ہو جانے کے بعد باقاعدہ انتخابات کرائیں گے تاکہ افغانستان میں پورے ملک کے عوام کی نمائندہ حکومت قائم ہو۔ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ طالبان حکومت انتخابات کی یقیناً حامی ہے لیکن انہیں مغربی جمہوریت کے خطوط پر منعقد نہیں کیا جائے گا۔ ہم اسلامی نقطۂ نظر سے باکردار اور اہل الرائے حضرات کو ووٹ کا حق دیں گے کمیونسٹوں' بے دین اور گمراہ لوگوں اور خواتین کو نہیں "لیکن خلفائے راشدین کے عہد میں تو بیعت عام ہوتی تھی۔" میں نے سوال کیا' ہاں یقیناً ہوتی تھی لیکن اس طرح نہیں جس طرح مغربی جمہوریت میں ووٹ ڈالے جاتے ہیں۔ نائب وزیر خارجہ کا جواب تھا۔ گورنر قندہار ملا حسن رحمانی سے جب ہم نے یہ پوچھا کہ آپ نے لڑکیوں پر تعلیم کے دروازے کیوں بند کئے ہیں جبکہ حدیث کی رو سے علم کا حصول مسلمان مرد و عورت پر برابر کی فرضیت رکھتا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم حالت جنگ میں تھے اس لئے بہت سے امور کی جانب توجہ نہ دے سکے۔ مخلوط تعلیم اور عورتوں کو خالصتاً مغربی تعلیم دینے والے ادارے ہم نے فوراً بند کر دیئے' اب کچھ سکون ملا ہے تو اس جانب متوجہ ہو رہے ہیں۔ صرف قندھار میں لڑکیوں کے دو تین سکول کھل گئے ہیں۔

نائب وزیر خارجہ عبدالجلیل نے طالبان کے نظام حکومت پر بھی روشنی ڈالی' اس کے مطابق ملا محمد عمر حکومت کے سربراہ ہیں جبکہ علماء کی ایک مجلس نے متفقہ طور پر انہیں امیرالمومنین کا خطاب دیا تھا۔ ان کی مدد کے لئے ایک مجلس شوریٰ نامزد کی گئی ہے جس میں مجاہدین اور علماء کے سرکردہ نمائندے شامل ہیں۔ قندھار سے تعلق رکھنے والے ملا ربانی شوریٰ کے رئیس (صدر) ہیں جبکہ تقریباً بارہ افراد پر مشتمل ایک کابینہ ہے' جس میں خارجہ' داخلہ' مالیات' دفاع' معدنی وسائل' تجارت' تعلیم و تربیت' منصوبہ بندی' عدل و انصاف کے محکموں کے وزراء شامل ہیں۔ ہر صوبے کا ایک گورنر (والی) ہے جو مقامی نظم و نسق کا ذمہ دار ہے۔ فوج کی کمانڈ براہ راست ملا محمد عمر کے ہاتھ میں ہے جبکہ وزیر دفاع اس شعبے میں ان کی معاونت کرتے ہیں۔ حکومت کی مالیات کے بارے میں جناب عبدالجلیل کا کہنا تھا کہ اسے باہر سے کوئی امداد نہیں ملتی' یہ اپنے اخراجات داخلی وسائل سے پورا کرتے ہیں۔ داخلی وسائل میں زکوٰۃ' عشر' درآمدات و برآمدات پر کسٹم اور ٹیکس شامل ہیں۔ اس سوال کے جواب میں کہ درآمدات اور برآمدات پر ان کی حکومت کس تناسب سے اور کن کن اشیاء پر ٹیکس وصول کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ تعین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتے کہ جملہ محصولات سے کتنی سالانہ یا ماہانہ آمدنی ہوتی ہے۔ اس کے اعداد و شمار ان کے پاس نہیں تھے۔ ابھی حکومت نے اپنا سالانہ بجٹ تیار کرنا شروع نہیں کیا۔ ماہانہ بنیادوں پر کام چلایا جا رہا ہے۔

ہمارے وفد نے قندھار میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے دینی تعلیم کے دو مدارس کا دورہ بھی کیا۔ کمیونسٹوں کے دور میں دینی تعلیم پر پابندی تھی۔ اب کئی ایک مدارس وجود آ رہے ہیں جہاں درس نظامی کے نصاب کے مطابق ابتدائی درجات کی تعلیم ہو رہی ہے جن میں سے اکثر کو مخیر حضرات کی امداد سے چلایا جا رہا ہے۔ طالبات کے لئے جس سکول کا ہم نے معائنہ کیا اس میں دو سو کے قریب ننھی طالبات ابتدائی درجات کی تعلیم حاصل کر رہی تھیں۔ ہمیں بتایا گیا کہ قندھار میں اس طرح کے مزید دو مدرسے کھول دیئے گئے ہیں۔ کابل اور دوسرے شہروں میں بھی انہیں خطوط پر طالبات کی تعلیم کا آغاز ہو گیا ہے۔

قندھار میں شہر کے مرکزی سینما گھر کو گرا کر اس کی جگہ (ساڑھے چار ایکڑ) پر جامعہ عمر کے نام سے اسلامی اور جدید فن تعمیر کے مرقع کے طور پر بہت بڑی مسجد کے کمپلیکس کی تعمیر کا آغاز کر دیا گیا ہے' جس میں ایک مدرسے کے علاوہ بہت بڑی لائبریری بھی ہوگی۔ کراچی کے عالم دین اور اشرف المدارس کے منتظم مولانا حکیم مظہر میاں اس تعمیر میں بڑی فراخ دلی کے ساتھ فنی اور مالی تعاون فراہم کر رہے ہیں۔ مولانا مظہر میاں نے جنوبی افریقہ کی ایک غیر سرکاری خیراتی تنظیم Cresent of Hope کے تعاون سے قندھار میں ڈیڑھ سو بستروں پر مشتمل ایک ہسپتال کا اجراء بھی کیا ہے۔ اس میں دوسری سہولتوں کے علاوہ چار آپریشن تھیٹر بھی ہیں' اس میں جنگ کے زخمیوں کے علاوہ عام مریضوں کا بھی مفت علاج کیا جاتا ہے۔ جناب مظہر میاں پورے جوش اور اخلاص کے ساتھ طالبان کے افغانستان میں پاکستان کے غیر سرکاری سفیر کی سی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور اس لحاظ سے ان کی مساعی بہت قابل قدر ہیں۔

طالبان اسلامی جذبے سے سرشار ہیں اور پاکستان کے دوست ہیں۔ انہوں نے سخت بے امنی کے شکار اور تباہ شدہ افغانستان میں جس طرح نظم و ضبط کو سنبھالا ہے' امن بحال کیا ہے' اس کا ان کے دشمن بھی اعتراف کرتے ہیں۔

نامے میرے نام

ایٹمی دھماکے پر ایک بنگلہ دیشی بھائی کے تاثرات

میرے کرم فرما مدیر ندائے خلافت' السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے توسط سے پاکستان کے شیر دل مسلمانوں کو مبارکباد پہنچانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ایٹم بم اور میزائل کو ایجاد کر کے پوری دنیا کے مسلمانوں کی لاج رکھی اور کفار کو ایک حد تک نیچا دکھلایا ہے۔ غوری میزائل کی ایجاد کے بعد غزنوی میزائل کی تیاری کی خبر سن کر راقم کی زبان پر ایک شعر آگیا ہے جو پیش خدمت ہے۔ امید ہے آپ اسے اپنے موقر جریدہ "ندائے خلافت" کے صفحات میں چھاپ کر سب کو مطلع فرمائیں گے۔ میں اہل زبان نہیں ہوں' زمانۂ طالب علمی میں اردو شعر و شاعری کا میلان رکھتا تھا جو اب پردۂ عدم میں چھپتا ہوا نظر آتا ہے۔ وہ شعر یہ ہے :

ہند کے دائر نشینوں سے کوئی جا کر کہے — انہدام سومنات کو آ رہا ہے غزنوی

گستاخی معاف' شعر میں اگر کوئی فنی کمزوری نظر آئے تو اصلاح فرما دیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا یہ تو خوشی اور طوفان جذبات کا آئینہ دار ہے اور بس۔ میں ایک بنگالی نژاد انسان ہوں ڈرتا ہوں ٹانگ اڑائی کی حد تک یہ دیدہ دلیری نہ ہو جائے۔ آپ کا جریدہ ندائے خلافت اور میثاق باقاعدہ آ رہا ہے۔ شکریہ

فقط والسلام

مولانا محمد ثمیر الدین غازی پوری' سلطان گنج' ڈھاکہ

وزیراعظم صاحب! تھوڑی سی کسر ابھی باقی ہے

ایک قدم اور آگے بڑھائیں!

تحریر : نعیم اختر عدنان

پاکستان عطیہ خداوندی اور مملکت خداداد ہے۔ اس کا قیام چار سو سالہ تجدیدی واحیائی جدوجہد کا مرہون منت ہے۔ یہ ملک عالمی سطح پر غلبہ اسلام کی طویل المیعاد کائناتی سکیم کا حصہ ہے۔ اس سرزمین سے دین حق کے غلبہ کی ٹھنڈی ہوائیں چلیں گی۔ اس علاقے سے تعلق رکھنے والی افواج حضرت مہدی کے ساتھ مل کر بیت المقدس کو یہودی قبضے سے آزاد کرائیں گی۔ اس ارض پاک کی وارث امت مسلمہ 'بنی اسرائیل جیسی امت مغضوبہ کا قلع قمع کرنے میں ہراول دستے کا کردار ادا کرے گی۔ یہی سرزمین اسلام کا قلعہ ثابت ہوگی۔ یہ وہ خوش کن اور حوصلہ افزا باتیں ہیں جن کو گزشتہ کئی برسوں سے سنتے ہوئے میرے جیسے سینکڑوں اہل وطن نے بچپن سے جوانی اور جوانی سے "کہولت" کی جانب سفر شروع کردیا ہے۔

رمضان المبارک کی ۲۷ویں بابرکت وپرنور شب کو دنیا کے نقشے پر پاکستان کے نام سے مسلمانوں کی سب سے بڑی مسلم ریاست کا نقش اُبھرا۔ اس وقت سے اس نوزائیدہ اور دنیا کی انوکھی مسلم ریاست کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے یہود و ہنود اور ان کے گماشتے متحرک و سرگرم ہوگئے۔ یہ "چراغ مصطفویؐ" کے ساتھ "شرار بولہبی" کی ستیزہ کاری کا ہی کرشمہ تھا کہ دنیائے اسلام کی سب سے بڑی مسلم ریاست کو دولخت کردیا گیا۔ اس مملکت خداداد کے ازلی دشمن گاؤ ماتا اور ہنومان کے پجاریوں نے پاکستان کا ناطقہ بند کرنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ بھارت کے ہندو پر ع "بت کدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ" کے مصداق خود کو "ایشیاء کا رستم" بنانے کا بھوت سوار ہوگیا۔ "بغل میں چھری اور منہ میں رام رام" جیسی مکارانہ حکمت عملی کی حامل عیار و مکار ہندو قوم نے برصغیر کو اسلام اور مسلمانوں سے "پیور" بنانے کے لئے روسی یاجوج ماجوج اور یہودی شیطانوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کرکے برصغیر کو مسلمانوں کے لئے دوسرا "ہسپانیہ" بنانے کے لئے کئی پلان ترتیب دیئے مگر

"مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے"

کے مصداق پاکستان اگرچہ کچھوے کی چال چلتا رہا مگر اپنی منزل کی جانب محو سفر رہا۔

پاکستان کے قیام کے ڈیڑھ سال بعد ہی قرارداد مقاصد کی منظوری سے اللہ کی حاکمیت کے حق کو ریاست و مملکت کی سطح پر تسلیم کرکے پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے گویا اعلان کردیا کہ

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اِک وہی باقی بتان آزری

ملک کی دستوری تاریخ کا منظرنامہ اگرچہ قابل رشک نہیں ہے مگر اس کے باوجود مملکت خداداد پاکستان کے لئے بننے والے ہر دستور و آئین میں قرآن کی بالادستی کا لفظی تذکرہ موجود رہا ہے۔ ایوب خان کا مارشل لاء ہو کہ یحییٰ خان کی آمریت' ذوالفقار علی بھٹو کی عوامی حکومت ہو کہ ضیاء الحق کا اسلامی مارشل لاء' ہر عہد حکومت میں

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ اُبھرے گا' جتنا کہ دبا دیں گے

کے اصول کے مطابق اس ملک کے رخ کو بے خدا کمیونزم اور لادینی جمہوریت کی طرف ہزار کوشش کے باوجود نہ بدلا جاسکا۔ سوشلزم کو ہماری معیشت اور جمہوریت کو سیاست کہنے والے ذوالفقار علی بھٹو کو بھی ۷۳ء کے آئین میں اسلامی دفعات سمونا پڑیں۔ ۷۴ء میں نبوت محمدیؐ کے گلستان پر شب خون مارنے والے قادیانی ٹولے کو اس دور میں ہمیشہ ہمیش کے لئے امت مسلمہ سے خارج قرار دے دیا گیا۔

اسی سال بھارت نے ایٹمی ٹیکنالوجی پر مہارت کا ثبوت فراہم کرتے ہوئے امریکہ' روس' برطانیہ' فرانس اور چین کے بعد ایٹمی دھماکہ کرکے ایٹمی صلاحیت کے حامل ممالک کی فہرست میں اپنا نام لکھوالیا۔ "ہر فرعونے را موسیٰ" کے مصداق بھارت کو اگر فرعون قرار دیا جائے تو پاکستان کو بجا طور پر موسیٰ کی حیثیت دینا پڑے گی۔ بھارت کی ایٹمی فرعونیت کا مقابلہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغرب کے فرعونوں کے ایک گھر یعنی "ہالینڈ" میں پاکستان کے موسیٰ' ڈاکٹر عبدالقدیر کو ایٹمی پلانٹوں کی گود میں پرورش کے لئے بھیج دیا۔ ڈاکٹر عبدالقدیر اپنے ساتھ ایٹمی ٹیکنالوجی کا عصا لے کر کہوٹہ کی پہاڑیوں میں خیمہ زن ہوگئے۔ ایٹمی صلاحیت کو منزل مراد تک پہنچانے کے لئے اس ایٹمی لیبارٹری کے لئے درکار ضروری "من و سلویٰ" اللہ تعالیٰ نے دنیا کے کونے کونے سے کہوٹہ پہنچادیا۔ دنیا پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کو دبے لفظوں میں تسلیم بھی کرتی رہی اور اسے شک کی نظروں سے بھی دیکھتی رہی مگر جیسا کہ کہتے ہیں کہ ع "بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر" ایٹمی صلاحیت اور استعداد کو اس کے کامیاب مظاہرے کے بغیر کوئی بھی تسلیم نہیں کرتا۔

بھارت نے اپنی ایٹمی صلاحیت میں مسلسل ترقی کا سفر جاری رکھا' وہاں کئی حکومتیں آئیں اور چلی گئیں مگر ۷۴ء کے ایٹمی دھماکہ کے بعد کسی کو مزید دھماکے کرنے کی جرات نہ ہوسکی۔ فروری ۹۷ء میں پاکستان میں رمضان المبارک کے بابرکت مہینے کے آخری عشرے میں نئی حکومت کے قیام کے لئے قوم کو انتخابی عمل سے گزرنا پڑا۔ رمضان المبارک میں پڑنے والے ووٹوں سے قائم ہونے والی حکومت کے لئے قرعہ فال نواز شریف کی مسلم لیگ کے نام نکلا۔ قوم نے تحریک پاکستان جیسی تائید پاکستان کی بانی جماعت کو فراہم کردی۔ نواز شریف بھارت کی ڈانواں ڈول حکومتوں سے دوستی کی باتیں کرنے کے لئے بے تاب رہنے لگے' بھارت کے ساتھ تجارتی تعلقات کی بحالی کو انہوں نے اپنا مینڈیٹ بنالیا۔ بھارت میں آئی کے گجرال جیسے "شریف" آدمی کے اقتدار کا سورج غروب ہوا تو بھارت کی انتہاپسند' اسلام اور مسلمانوں کی مشترکہ دشمن جماعت بھارتیہ جنتا پارٹی بھارت کے تخت حکومت کی وارث بن گئی۔

بغل میں چھری اور منہ میں رام رام کہنے والے ہندوؤں نے بغل والی چھری نکال کر ہاتھ میں پکڑلی اور منہ سے رام رام کی بجائے "راج راج" پکارنا شروع کردیا۔ پاکستان کو دھمکیاں دی جانے لگیں' ان دھمکیوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے قوت کا تازہ مظاہرہ ناگزیر تھا۔ مسٹر واجپائی نے مئی کی چلچلاتی گرمیوں میں راجستھان میں یکے بعد دیگرے پانچ ایٹمی دھماکے کرکے "بھارت ماتا کی جے" کا نعرہ بلند کردیا۔ آزاد کشمیر پر حملہ کی تیاریاں اپنے عروج پر پہنچائی جانے لگیں۔ دنیا کے ٹھیکے داروں اور انسانی حقوق کے علمبرداروں نے بھارت کے ایٹمی دھماکوں پر چپ سادھ لی اور پاکستان کو "ناں بچہ ناں" کی لوریاں دے کر ایٹمی صلاحیت کے اظہار سے باز رکھنے کی تمام تدابیر اور ہتھکنڈے استعمال کئے۔ یہاں تک کہ مسٹر کلنٹن اور ٹونی بلیر جیسے "عزت مآب" لوگوں کی مساعی کار عبث قرار پائیں اور پاکستان نے ایٹمی دھماکوں کا "چھکا" لگا کر بھارت کا حساب برابر کردیا۔

مغربی دنیا نے پاکستان پر معاشی پابندیاں لگانے کا اعلان کر دیا تو پاکستان کے موجودہ قافلہ سالار میاں محمد نواز شریف نے قوم کو مشکل کی اس گھڑی میں مدد کے لئے پکارا۔ جواب میں قوم نے ہمیشہ کی طرح بڑھ چڑھ کر اپنی حب الوطنی اور قومی غیرت و حمیت کا ثبوت فراہم کیا۔ پاکستان کو دفاعی لحاظ سے ناقابل تسخیر بنانے کے بعد اسے معاشی طور پر خود کفیل و مستحکم ملک بنانے کے لئے نواز شریف نے بہت سے ضروری اور اہم اقدامات کا اعلان کیا۔ قرضہ خوروں سے ہضم شدہ قرضوں کی واپسی' انگریز کے وفادار اور ملت کے غدار جاگیردار ٹولے سے زرعی زمینوں کو واگزار کرانے کا تہیہ' بجلی اور آب پاشی کی ضروریات کے لئے قومی اہمیت کے حامل اور ناگزیر منصوبے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا اعلان۔ یہ سب کچھ آنے والے دور کی ایک دھندلی سی تصویر کے مصداق بڑی اہمیت کا حامل ہے" تاہم تھوڑی سی کسر ابھی باقی ہے۔ ہمیں قوی امید ہے کہ میاں صاحب قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء بنانے اور سودی معیشت کے خاتمے کا دھماکہ خیز اعلان کر کے لازماً ایک قدم اور آگے بڑھائیں گے۔ اگر جناب وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے یہ ایک "قدم" بھی اٹھا لیا تو پھر

"ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا"

اور

"تھمتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا"

کے مصداق ملت اسلامیہ پاکستان کا قافلہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو جائے گا اور ملت اسلامیہ کے اس جلیل القدر کارواں کے سوئے منزل سفر کی برکت سے ان شاء اللہ وہ وقت آ کر رہے گا کہ پاکستان پورے عالم انسانیت کے لئے "مینارہ نور" بن کر جگمگائے گا اور انسانیت کو اسلام کی عطا کردہ لازوال و لافانی اور ابدی سچائیوں سے روشناس کرائے گا۔ انسانی حاکمیت کی جگہ خلافت' ملکیت کی بجائے امانت اور تفریق انسانیت کے بدلے تکریم انسانیت کے زریں اصولوں سے بہرہ مند کرے گا۔ انسانیت کے عقائد بھی توحید باری تعالیٰ کے تصور پر استوار ہوں گے' ان کی عبادات و رسومات بھی اسی کے مقرر کردہ ضابطوں کی پابند ہوں گی۔ گویا ہر جگہ توحید کا غلغلہ ہو گا اور اس آب و گل کی صورت کچھ یوں نظر آنے لگے گی کہ

آسماں ہو گا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی
پھر دلوں کو یاد آ جائے گا پیغام سجود
پھر جبیں خاک حرم سے آشنا ہو جائے گی
شب گریزاں ہو گی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمۂ توحید سے

ہم بھی مُنہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا اعلان بہت بڑی نادانی ہے۔ (ڈاکٹر طاہر القادری)

✪ لیجئے قادری صاحب بھی ولی خان کی زبان بولنے لگے!

☆ مظلوموں کی مدد کے لئے کسی قانون کی ضرورت نہیں۔ (خواجہ ریاض محمود)

✪ اس لئے کہ ظالموں کے لئے کافی سے زیادہ قوانین موجود ہیں۔

☆ سابق صدر فاروق لغاری نے ۶ ماہ میں چھ لاکھ کے تحائف دیئے۔ (ایک خبر)

✪ "حلوائی کی دکان پر نانا جی کی فاتحہ"

☆ خدا ہماری مدد کر رہا ہے۔ (نواز شریف)

✪ میاں صاحب یہ یکطرفہ ٹریفک کب تک چلے گی!

☆ وزیر اعظم کو قومی ایجنڈے پر عمل کرنے کا موقع دیں گے۔ (حافظ ادریس کا بیان)

✪ اس عنایت خسروانہ کا بہت بہت شکریہ!

☆ زرعی اصلاحات پر عمل درآمد سے ۱۸/ لاکھ خاندانوں کو فائدہ پہنچے گا۔ (شیخ رشید)

✪ اور "بے چارے" لغاریوں' مزاریوں اور زرداریوں اور بھٹوز کا کباڑہ ہو جائے گا۔

☆ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے خلاف مختلف جماعتوں کا اتحاد۔ (ایک خبر)

✪ لگتا ہے سارے گدھ اکٹھے ہو رہے ہیں۔

☆ عوامی اتحاد: مرکزی عہدوں میں سیکرٹری مذہبی و اقلیتی امور کا اضافہ' حافظ زبیر احمد کا تقرر

✪ "حق بہ حقدار رسید"

☆ پولیس اگر پارلیمنٹ' وزیر اعظم ہاؤس اور ایوان صدر میں لوگوں کو داخل نہیں ہونے دیتی تو سپریم کورٹ میں ایسا کیوں ہوا؟ (سپریم کورٹ)

✪ "کوتوال شہر کی مرضی ہے"۔

☆ کالا باغ ڈیم: وزیر اعظم نے الطاف حسین کو راضی کر لیا۔ (ایک خبر)

✪ مگر کن شرائط پر؟

☆ گورنر سندھ کے سرگرم ہونے کا وقت آ گیا۔ (پیر پگاڑا)

✪ پیر صاحب بھی نکاح ثانی کے بعد سرگرم عمل ہونے کیلئے پر تول رہے ہیں۔

☆ پاکستان بھارت کی بجائے وسط ایشیائی ریاستوں کو چینی فراہم کرے گا۔ (ایک خبر)

✪ بھارتی آلوؤں کا کیا بنے گا!

☆ جسم سے بم باندھ کر کالا باغ ڈیم کے مخالفین سے گلے لگنے کا اعلان۔ (ناظم اے ٹی آئی کا بیان)

✪ "سرخ بھونڈوں" کا قلع قمع کرنے کا دلچسپ منصوبہ

☆ ایٹمی کلب کی رکنیت حاصل کر کے رہیں گے۔ (نواز شریف)

✪ "اِن شاء اللہ"

☆ قرضوں اور سود کی مد میں پنجاب کے ۱۴/ ارب اور سولہ کروڑ روپے خرچ ہونگے۔ (ایک خبر)

✪ پھر بھی سودی نظام کی لعنت کو ختم نہ کرنا کونسی "حکمرانی دانش" کا مظہر ہے؟

☆ بشپ جان جوزف کی قبر کشائی کی گئی تو یہ مسیحی قوم کو للکارنے کے مترادف ہو گا۔ (مسیحی رہنما)

✪ اس لئے کہ بشپ صاحب کے قتل کی سازش کہیں بے نقاب نہ ہو جائے!

ناظم حلقہ جناب شمس الحق اعوان کی قیادت میں
تنظیم اسلامی کے وفد کی وفاقی وزیر برائے مذہبی امور سے ملاقات
وفد نے راجہ ظفرالحق کو ایک یادداشت بھی پیش کی

کامیاب ایٹمی دھماکہ کے بعد امیر محترم نے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اور دیگر ذمہ داران کو دلی مبارک باد دی اور ساتھ ہی یہ مطالبہ بھی کیا کہ اسلامی شریعت کو نافذ کر کے نفاذ اسلام کا "دینی دھماکہ" کیا جائے۔ اس بات کو موکد کرنے کے لئے راقم نے راجہ ظفرالحق وفاقی وزیر برائے مذہبی امور سے ملاقات کے لئے ایک وفد تشکیل دیا۔ وفد میں غلام مرتضیٰ اعوان' سکواڈرن لیڈر (ر) طارق عبدالمجید' محمد شمیم اختر' میر اصغر علی اور راقم شامل تھے۔ وفد نے یکم جون ۹۸ء کو راجہ صاحب کی رہائش گاہ پر ان سے ملاقات کی۔ ایٹمی دھماکہ کرنے پر مبارکباد کے بعد انہیں ایک میمورنڈم دیا گیا۔ جواباً راجہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے بطور چیئرمین (بلاسود بینکاری کمیشن) اپنی رپورٹ مع ترمیمی بل وزیراعظم صاحب کو پیش کر دی ہے جس پر دو دفعہ بریفنگ بھی دی جا چکی ہے۔ ایک بریفنگ میں وزیر خزانہ سرتاج عزیز' وزیر تجارت محمد اسحاق ڈار اور گورنر سٹیٹ بینک موجود تھے جبکہ دوسری بریفنگ میں حکومتی عہدیداران کے علاوہ کمیشن کے ممبران بھی شامل تھے۔ وزارت خزانہ کی طرف سے کئے گئے سوالات کے تحریری جوابات بھی دے دیئے گئے۔ انہوں نے کہا کہ غیرسودی معیشت کے قیام کا معاملہ اس وقت آخری مراحل میں ہے۔ راجہ صاحب سے راقم نے سوال کیا کہ ہم اس وقت جس نازک دور سے گزر رہے ہیں اس میں صرف ضابطے' تعزیرات یا وعظ و نصیحت قوم کی اصلاح کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔ جب تک کوئی بھرپور لائحہ عمل سامنے نہ ہو۔ یہ جذبہ رفتہ رفتہ سرد بھی پڑ سکتا ہے ہمارا دشمن نظریاتی محاذ بھی کھولے ہوئے ہے جس کا مقابلہ ضروری ہے۔ راجہ صاحب نے کہا کہ قوم اگر چائے' سگریٹ اور غیر ملکی اشیاء کا استعمال ترک کر دے تو بہت سا قیمتی زر مبادلہ بچ سکتا ہے' آپ لوگ قوم کو اس کے لئے تیار کریں۔ انہوں نے مزید کہا کہ بچت کرنے اور سرکاری وسائل کے ناجائز استعمال کو روکنے کے لئے میں نے اپنی وزارت میں فون اور ٹرانسپورٹ کے استعمال کے لئے لاگ بک سسٹم جاری کر دیا ہے۔

رفقائے تنظیم سے راقم کی گزارش ہے کہ وہ اپنی توانائیاں اور صلاحیتیں اللہ کے دین کو سربلند کرنے کے لئے لگا دیں۔ اللہ تعالیٰ کسی کی کوششوں کو رائیگاں نہیں جانے دیتا۔

بلاسود بینکاری نظام کے قیام اسلامی آئین کے سلسلے ہی کو لیں۔ اس کا آغاز امیر محترم کے اس اظہار خیال سے ہوا جو انہوں نے شریف خاندان سے ملاقات کے دوران کیا۔ جس میں انہوں نے وزیراعظم پر زور دیا اور آئین سے غیر اسلامی دفعات ختم کرنے کے لئے وزیراعظم پر زور دیا پھر تنظیم نے خطوط اور کارڈ مہم شروع کی۔ جس میں لاکھوں کارڈ پوسٹ کئے' وزیراعظم سے تنظیم کے وفد نے امیر محترم کی قیادت میں ملاقات کی۔ اس کے نتیجے میں راجہ محمد ظفر الحق' وزیر برائے مذہبی امور کے ذمہ یہ کام لگا۔ بعد ازاں ہم نے اسلام آباد ہوٹل میں اس ضمن میں سیمینار بھی کئے جس میں امیر محترم نے حکومتی عہدیداروں کی موجودگی میں سود سے پاک بینکاری اور اسلامی آئین پر مفصل گفتگو کی اور ان کی ذہن سازی کے لئے بھرپور کردار ادا کیا۔ غیر سودی نظام معیشت کا قیام آخری مرحلہ میں ہے۔ اس ضمن میں جس فرد کی حکومتی ایوانوں میں رسائی ہے وہ اسے استعمال میں لائے اور اسلامی آئین کی منزل کو قریب تر لانے کی کوشش کرے۔ رفقاء سے میری گزارش ہے کہ وہ مایوسی کو قریب نہ پھٹکنے دیں۔ نظام العمل میں دی گئی اپنی ذمہ داریاں ادا کریں۔ افراد سازی کا کام بہت کٹھن کام ہے' قومیں نہ ایک دن میں بنتی ہیں اور نہ ہی ایک دن میں بگڑتی ہیں یہ ایک مسلسل عمل ہے جسے جاری رکھنے کی ضرورت ہے۔ رفقاء کو چاہئے کہ نظم کے دامن کو مضبوطی سے تھامیں رکھیں کہ دیکھنا کہیں قافلہ چھوٹ نہ جائے۔

مکرمی جناب راجہ ظفرالحق صاحب
وفاقی وزیر مذہبی امور اسلامی جمہوریہ پاکستان
السلام علیکم!

۲۸/ مئی ۹۸ء کو ایٹمی دھماکہ کرنے پر تنظیم اسلامی وزیراعظم میاں محمد نواز شریف صاحب اور اس کی کابینہ کو خراج تحسین پیش کرتی ہے۔ جس سے نہ صرف پاکستان بلکہ تمام عالم اسلام کا سر فخر سے بلند ہو گیا ہے اور ہندوستان کا لہجہ بھی تبدیل ہو گیا ہے۔ وہ وقتی طور پر دب گیا ہے لیکن اس کی عیاری ختم نہیں ہوئی۔ عسکری محاذ پر پسپا ہونے کے بعد اب وہ نظریاتی محاذ پر حملہ آور ہو گا۔ ایٹم بم کا مقابلہ ایٹم بم سے اور نظریاتی بم کا مقابلہ نظریاتی بم ہی سے ممکن ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ :

۱) آئین کے اندر کے تضادات دور کئے جائیں اور قرآن وسنت سے متصادم تمام شقیں ختم کی جائیں۔

۲) ایٹمی دھماکہ کرنے کے سلسلے میں قرآن مجید نے میاں محمد نواز شریف کی اگر صحیح رہنمائی کی ہے تو معیشت اور معاشرت کو درست کرنے میں بھی قرآن کی رہنمائی مبنی برحق ہے۔ سود کے خاتمے کے سلسلے میں جو محنت اس قوم نے کی ہے اور تجاویز مرتب کی ہیں۔ ان پر عمل درآمد کیا جائے۔

۳) Ptv کے مقابلے میں Indian T.V. کے ناظرین بہت زیادہ ہیں جس سے فحاشی و عریانی میں مقابلے کی سی کیفیت پیدا ہوتی جا رہی ہے لہٰذا ابلاغیاتی اداروں کے علاوہ سب پر ڈش کی پابندی لگا دی جائے۔

۴) آپ کی کابینہ نے اسراف ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کی ہم تائید کرتے ہیں۔ میاں محمد نواز شریف نے اس کی مثال بھی قائم کی ہے لیکن قوم کا وافر سرمایہ سرکاری عہدیداروں کی ناز برداریوں پر ضائع ہو جاتا ہے۔ لہٰذا سکیل نمبر ۲۰ سے اوپر کے سرکاری اور نیم سرکاری عہدیداروں کے لئے فون' بجلی' ٹرانسپورٹ' میڈیکل اور دیگر مراعات کی سیلنگ (Ceiling) مقرر کی جائے۔

۵) وفاقی وزیر خزانہ محترم سرتاج عزیز کے بقول اگر پاکستان پر پابندیاں Sanctions لگیں تو تین ارب ڈالر کا نقصان ہو گا۔ جبکہ امریکی سفیر کے بقول پاکستان کے سو ارب ڈالر بیرونی بینکوں میں جمع ہیں جن کی زکوٰۃ ہی سے ہمارے معاشی معاملات درست ہو سکتے ہیں۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ ۱۰۰/ارب ڈالر کی رقم واپس منگوائی جائے جس میں سے تیس ارب ڈالر کا بیرونی قرضہ ادا کر کے قوم کو خود کفیل بنا کر کشکول توڑ دیا جائے۔

۶) ہمارا خیال ہے کہ پاکستان پر اس خیال سے پابندیاں نہیں لگیں گی مبادا یہ خود کفالت کی راہ پر گامزن نہ ہو جائے۔ لہٰذا ہم قرضے لینے سے انکار کر دیں' اصرار کی صورت میں ہم اپنی شرائط پر قرضے لیں۔

۷) قومیں "تعلیم اور تعزیر" ہی سے پروان چڑھتی ہیں صرف ضابطے بنا دینا ہی کافی نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا شعور اجاگر کرنا بھی ضروری ہے۔ اس ضمن میں تجویز ہے کہ وزارت مذہبی امور میں دینی شعور بیدار کرنے کے لئے باقاعدہ ایک شعبہ قائم کیا جائے جو گلی گلی' محلّہ محلّہ جا کر دعوت و تبلیغ کا فریضہ سرانجام دے اور پرائیویٹ سیکٹر میں جو کام اس وقت ہو رہا ہے اس میں تعاون کرے۔ والسلام

(شمس الحق اعوان)

اطلاعات و اعلانات

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے جناب قیصر جمال فیاضی کو نائب ناظم تربیت تنظیم اسلامی پاکستان کی ذمہ داری تفویض کر دی ہے۔

ایٹمی دھماکے کے بعد ”دینی دھماکہ“ وقت کی اہم ضرورت ہے!

اللہ اور اس کے رسولؐ سے جاری جنگ بند کرنے کا مناسب ترین وقت یہی ہے

10 جون 98ء کو تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کے زیر اہتمام فیصل چوک لاہور میں مطالباتی کیمپ کی روداد

کیمپ کے شرکاء سے امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے خطاب فرمایا

مرتب : ابوالحسنین

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کے زیر اہتمام فیصل چوک بالمقابل پنجاب اسمبلی ایک روزہ مطالباتی کیمپ برائے نفاذ شریعت' امیر حلقہ پروفیسر فیاض حکیم کی قیادت میں منعقد کیا گیا۔ کیمپ کے جملہ انتظام و انصرام کی ذمہ داری لاہور وسطی کے امیر جناب عمران چشتی نے نبھائی۔ ۱۰ جون کو صبح چھ بجے بیس پچیس رفقاء پیشگی انتظامات کے لئے فیصل چوک پہنچ چکے تھے۔ جناب عمران چشتی کی قیادت میں رفقاء نے شامیانے نصب کئے۔ دریاں بچھائیں اور بینرز آویزاں کئے۔ مطالباتی کیمپ کا باقاعدہ آغاز ۹ بجے ہوا۔ ڈسپلن کے خوگر اور نظم کے پابند رفقاء کی بڑی تعداد فیصل چوک میں پہنچ چکی تھی۔ مطالباتی کیمپ کے لئے جو جگہ منتخب کی گئی وہاں عموماً بھوک ہڑتالی کیمپ لگائے جاتے ہیں مگر ہمارا ایسا کوئی پروگرام نہیں تھا' بلکہ یہاں تو دوپہر کے کھانے کا بھی معقول انتظام کیا گیا تھا۔ کیمپ کے چاروں طرف مطالبات سے مزین بینرز آویزاں تھے' جن میں اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ

- ○ ایٹمی دھماکہ کے بعد دینی دھماکہ وقت کی اہم ترین ضرورت۔
- ○ جناب وزیر اعظم! اللہ اور اللہ کے رسولؐ سے جاری جنگ بند کرنے کا وعدہ پورا کرنے کا مناسب ترین وقت یہی ہے۔
- ○ اللہ کی مدد حاصل کرنے کا واحد راستہ آئین میں قرآن و سنت کی مکمل بالادستی۔
- ○ ایٹمی دھماکے مبارک! لیکن یہود و ہنود کے گٹھ جوڑ کا مقابلہ پاکستان کو اسلام کا گہوارہ بنا کر ہی کیا جا سکتا ہے۔
- ○ دنیا کی سپر طاقت' امریکہ کا ہاتھ جھٹکنے کے بعد کائنات کی سپریم طاقت سے صلح کے لئے سودی معشیت سے چھٹکارہ حاصل کیا جائے۔
- ○ ایٹمی دھماکوں کے جرأت مندانہ اقدام کے بعد پاکستان میں قرآن و سنت کی بالادستی کے لئے ہر قسم کے بیرونی دباؤ کو مسترد کر دیا جائے۔
- ○ قیام پاکستان کا اصل مقصد' قرآن و سنت کی مکمل بالادستی۔

کیمپ کے قرب و جوار بیس ہزار کی تعداد میں ہینڈ بل تقسیم کئے گئے۔ یہ ہینڈ بل دستور سے غیر اسلامی دفعات کو خارج کرنے اور سودی نظام کے خاتمہ کے مطالبہ پر مبنی تھے۔ لاؤڈ سپیکر کے ذریعے وقفے وقفے سے رفقاء اپنے مطالبات کے حق میں رائے عامہ ہموار کرتے رہے مگر متعلقہ مجسٹریٹ صاحب نے ”فرض شناسی“ کا مظاہرہ کرتے ہوئے لاؤڈ سپیکر کا گلا گھونٹ دینے کا شاہی فرمان جاری کر دیا۔ نماز ظہر کی ادائیگی سے پہلے سپیکر کو پھر سے ”آن“ کر کے اللہ کی کبریائی کا اعلان بشکل اذان کیا گیا۔ نماز ظہر کی امامت کے فرائض امیر حلقہ جناب فیاض حکیم نے ادا کئے۔ نماز کے بعد رفقاء کو مختلف ٹولیوں کی صورت میں ”ظہرانہ“ دیا گیا۔ بعد ازاں امیر حلقہ سے باہمی مشورہ کے بعد رفقاء کے وقت کو زیادہ سے زیادہ قابل قدر بنانے کے لئے تقاریر کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ اس تقریری سلسلے کے لئے سٹیج سیکرٹری کی ذمہ داری راقم نے ادا کی۔ لاہور چھاؤنی کے رفیق جناب محمد مبشر نے اپنے افتتاحی خطاب میں کہا کہ پاکستان کو ہر لحاظ سے خصوصی حیثیت حاصل ہے۔ ایٹمی دھماکے کرنے کے بعد عالم کفر پاکستان کے خلاف متحد ہو چکا ہے لہٰذا اسلام اور مسلمانوں کی دشمن قوتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے شریعت سے عملی وابستگی ہماری ناگزیر ضرورت ہے۔

مرزا ندیم بیگ نے کہا کہ نفاذ شریعت کا مطالبہ' ذاتی اور گروہی مطالبہ نہیں ہے بلکہ یہ دین و ملت کے مفاد کا تقاضا ہے۔ امریکہ اپنے ورلڈ آرڈر کا نفاذ چاہتا ہے' اسرائیل اپنے ملک کو گریٹر اسرائیل بنانا چاہتا ہے' بھارت رام راج کی بالادستی کے لئے کوشاں ہے۔ ان حالات میں آخر مسلمان کیوں نہ اپنے دین کے غلبہ کے لئے بیدار ہوں۔ بعض لوگوں کے نزدیک پاکستان کا بم اسلامی نہیں ہے' اس لئے کہ بم کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ مرزا ندیم بیگ نے اس سوچ کو مضحکہ خیز قرار دیتے ہوئے کہا کہ اگر بم کا کوئی مذہب نہیں ہے تو کل کلاں ملک اور قوم کا بھی مذہب سے رشتہ منقطع کر دیا جائے گا۔ دین کا نفاذ ہمیں ہر قسم کے خوف سے نجات دلا دے گا۔ لاہور چھاؤنی کے جوان ہمت رفیق جناب حبیب الرحمن نے اپنے خطاب میں کہا کہ تنظیم اسلامی کو دینی جماعتوں میں یہ خصوصی امتیاز حاصل ہے کہ وہ صرف اور صرف دین کے نفاذ کو اپنا مطمع نظر بنا کر اپنی ساری توانائیاں اسی کے غلبہ و اقامت کے لئے صرف کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی نظام کے علمبرداروں کو یہود و نصاریٰ کی عادات بد کو اپنی زندگیوں سے حرف غلط کی طرح مٹانا ہو گا۔

لاہور کے رفیق جناب رشید ارشد نے حدیث نبویؐ کے حوالے سے دینی جماعت کے مخلص کارکنوں کے لئے

... قع پر ... سے میں آویزاں خوبصورت جہازی سائز بینر

بعض بشارتوں کا ذکر کرتے ہوئے رفقاء سے کہا کہ وہ رضائے الٰہی کی خاطر باہمی محبت کو اپنا خصوصی امتیاز بنائیں۔ امیر حلقہ فیاض حکیم نے رفقاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ غلبہ دین کے اہم ترین فریضہ کی ادائیگی کے لئے ہمیں کمربستہ ہونا ہو گا۔ انہوں نے گرمی کی شدت کے باوجود مطالباتی کیمپ کے کامیاب انعقاد پر رفقاء کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگوں نے تنظیم کی ہدایات پر عمل کو تقویت بہم پہنچائی ہے۔

امیر حلقہ نے کہا کہ عین ممکن ہے اللہ تعالیٰ حکمرانوں کو نفاذ شریعت کی توفیق عطا فرما دے اور ہم اس کے لئے بارش کا پہلا قطرہ ثابت ہوں۔ انہوں نے رفقاء سے کہا کہ ہمارا کام ختم ہونے والا نہیں، اسے مسلسل کرنے کے عزم کے ساتھ ہمیں یہاں سے اپنے گھروں کو لوٹنا چاہئے۔ لاہور جنوبی کے رفیق جناب فیاض احمد نے کہا کہ پاکستان کے ایٹمی دھماکوں کے بعد اب پاکستان ان ممالک کی صف میں شامل ہو چکا ہے جو ایٹمی صلاحیت سے لیس ہیں۔ ہر زندہ قوم کو باوقار طریقے سے زندہ رہنے کے لئے مشکلات اور پابندیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ حکومت کو ناکام بنانے کے لئے پابندیاں لگائی جائیں گی، حکومت کو چاہئے کہ شریعت کی بالادستی قائم کر کے ان پابندیوں کو عملاً غیر موثر ثابت کر کے دکھا دے۔ امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کی آمد چھ بجے طے تھی، آپ حسب پروگرام نائب امیر اور امیر حلقہ لاہور کی معیت میں مطالباتی کیمپ میں تشریف لائے۔ حافظ محمد ابراہیم کی تلاوت قرآن کے بعد جناب فیاض حکیم نے امیر محترم کو خطاب کی دعوت دی۔ اس خطاب کا پریس ریلیز انہی صفحات میں دیا جا رہا ہے۔ صحافی حضرات کی بڑی تعداد امیر محترم کے خطاب کی کوریج کے لئے موجود تھی۔ خطاب کے بعد صحافی حضرات نے چند ایک سوالات بھی کئے۔ امیر محترم کی دعا کے ساتھ یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچ گیا۔

مطالباتی کیمپ کی تصویری جھلکیاں

سب سے اوپر کی تصویر میں اخباری رپورٹرز امیر تنظیم کی تقریر کے نوٹس لیتے ہوئے (درمیان میں) امیر حلقہ لاہور لاہور شرکاء کیمپ سے خطاب کرتے ہوئے (سب سے نیچے) تنظیمی کتب اور لٹریچر کی فراہمی کے لئے لگائے گئے مکتبہ کا سٹال

پریس ریلیز

10 جون — قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء قرار دینے کا یہ تاریخی اور سنہری موقع ضائع کر دیا گیا تو یہ کوتاہی ملک و ملت کے لئے ہی نہیں خود میاں نواز شریف کے لئے سنگین نتائج کی حامل ہو سکتی ہے۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے تنظیم اسلامی لاہور کے زیر اہتمام فیصل چوک مال روڈ لاہور میں ایک روزہ "مطالباتی کیمپ" کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عالمی دباؤ کے باوجود ایٹمی دھماکہ کرنے سے ملک کو پہلی مرتبہ حقیقی آزادی حاصل ہوئی ہے اور اب پاکستان اسلام کے عالمی غلبہ کے لئے اہم اور فیصلہ کن کردار ادا کرنے کے لئے قابل ہو گیا ہے۔ وزیر اعظم اور صدر مملکت ملک کے دستور کو اسلامی بنانے کے لئے ترمیمی آرڈیننس جاری کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ اگر نواز شریف کو اپنا اقتدار عزیز ہے اور وہ طالع آزما اور موقع پرست سیاستدانوں کی سازشیں ناکام بنانا چاہتے ہیں تو پھر انہیں مزید وقت ضائع بغیر قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء قرار دینا ہو گا ورنہ بعید نہیں کہ انہیں ذوالفقار علی بھٹو جیسے انجام سے دوچار کر دیا جائے۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ میاں محمد نواز شریف کے بارے میں میرا موقف مسلسل یہ رہا کہ وہ دل سے اسلامی نظام کے خواہش مند ہیں مگر بیرونی دباؤ کی وجہ سے وہ ایسا کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ نواز شریف نے جس طرح ہر قسم کے بیرونی دباؤ کو مسترد کر کے ایٹمی دھماکے کرنے کا تاریخی کارنامہ سرانجام دیا ہے، اسی طرح اب وہ ایمانی جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے ملک کو اسلام کا گہوارہ بنانے کا اعلان کریں۔ انہوں نے دینی سیاسی جماعتوں سے اپیل کی کہ وہ ملک کے دستور کو اسلامی قالب میں ڈھالنے کے لئے متحد ہو جائیں اور حکومت کو شریعت کی بالادستی کے قیام کے لئے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ اگر دستوری طریقے سے ملک کو اسلامی ریاست نہ بنایا گیا تو پھر ملک میں انقلاب کی راہ ہموار ہو جائے گی۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ "بے دست و پا اور پابند سلاسل" وفاقی شرعی عدالت پر عائد تمام پابندیاں ختم کر کے اسلامی شریعت کے نفاذ میں حائل رکاوٹیں دور کی جائیں اور قرارداد مقاصد سے متصادم غیر اسلامی دفعات کو دستور سے کالعدم قرار دیا جائے۔

امیر حلقہ سندھ و بلوچستان کا تنظیمی دورہ

۱۹/اپریل کو قرآن اکیڈمی کراچی میں حلقہ سندھ و بلوچستان کے نقباء کی تربیت گاہ منعقد ہوئی تھی۔ اس کے بعد سے ہی امیر حلقہ محمد نسیم الدین صاحب نے غور کرنا شروع کر دیا کہ وہ کون سے اقدامات کئے جائیں کہ اس تربیت گاہ کے ثمرات کو سمیٹا جاسکے۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ ہر تنظیم کا دورہ کیا جائے اور اس موقع پر تنظیم کے امیر سمیت تمام نقباء سے ملاقات کا اہتمام کیا جائے۔ لہٰذا اس کے لئے مندرجہ ذیل شیڈول طے کیا گیا۔

(۱) یکم مئی کی صبح سات بجے تنظیم اسلامی ضلع وسطی نمبرا کے نقیب جناب عبدالعظیم کی رہائش گاہ پر۔ (۲) ۳/مئی کو نماز ظہر سے قبل قرآن اکیڈمی، کراچی میں تنظیم اسلامی کراچی ضلع شرقی نمبرا کے ساتھ۔ (۳) ۴/مئی کو بعد نماز مغرب قرآن مرکز کورنگی میں تنظیم اسلامی کراچی ضلع شرقی نمبر۳ کے ساتھ۔ (۴) ۷/مئی کو بعد نماز مغرب مادام اپارٹمنٹس میں تنظیم اسلامی کراچی ضلع شرقی نمبر۲ کے ساتھ۔ (۵) ۸ مئی کو بعد نماز مغرب دفتر تنظیم اسلامی کراچی ضلع غربی واقع اورنگی ٹاؤن۔ (۶) ۹/مئی کو بعد نماز مغرب دفتر حلقہ میں تنظیم اسلامی کراچی ضلع وسطی نمبر۲ کے ساتھ۔ (۷) ۱۲/مئی کو بعد نماز مغرب نقیب اُسرہ تنظیم اسلامی کراچی ضلع جنوبی جناب شمیم احمد کی قیام گاہ پر۔

ان تمام مقامات پر محمد نسیم الدین صاحب نے کہا کہ اس قسم کی ملاقاتوں کی ضرورت اس لئے محسوس کی گئی ہے تاکہ تربیت گاہ کے "After Effects" معلوم کئے جاسکیں۔

انہوں نے کہا کہ گفتگو کے دوران تنقیدیں بھی ہوں گی لیکن یہ تنقیدیں اصلاح احوال کی نیت سے ہوں گی لہٰذا کسی قسم کی بیزاری یا ناگواری نہیں ہونی چاہئے۔ پہلا سوال جو انہوں نے نقباء سے کیا وہ یہ تھا کہ کیا ان کے رفقاء ان کی ہدایات پر عمل سمع و طاعت کے جذبے کے ساتھ کرتے ہیں۔ انہیں جوابات سے اندازہ یہ ہوا کہ سمع و طاعت کا جو جذبہ مقصود ہے وہ تو نہیں پایا جاتا لیکن شعوری عدم اطاعت بھی نہیں بلکہ ع "کم کوش سہی لیکن بے ذوق نہیں راہی" والا معاملہ ہے یعنی اس میں بیشتر کوتاہیوں کا دخل ہے۔ اس کے بعد نقباء سے ان کا اگلا سوال یہ تھا کہ کیا وہ نظم بالا کی اطاعت اسی جذبے کے ساتھ کر رہے ہیں۔ پتہ چلا کہ نقباء کی سطح پر معاملہ رفقاء سے مختلف نہیں۔ اس پر محمد نسیم الدین صاحب نے انہیں دعوت فکر دی کہ وہ غور کریں کہ جب وہ رفقاء کے لئے مثال قائم نہیں کریں گے تو رفقاء سے مطلوبہ کارکردگی کی توقع کس طرح کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے نقباء کی رپورٹس کی بروقت ترسیل اور اعانتوں کی ادائیگی کا جائزہ لیا۔ انہوں نے اطاعت کے حوالے سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا جس میں حضور ﷺ کے صحابہ پر مشتمل ایک ٹیم کسی خاص مشن پر روانہ کی گئی تھی۔ اس ٹیم کے امیر نے اپنے ساتھیوں کے جذبہ اطاعت کا امتحان لینے کے لئے انہیں حکم دیا کہ وہ گڑھا کھودیں۔ لوگوں نے گڑھا کھودا۔ پھر حکم دیا کہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لائیں اور اس گڑھے میں ڈالیں۔ لوگوں نے اس حکم پر بھی عمل کیا۔ پھر انہیں کہا گیا کہ ان لکڑیوں کو آگ لگائیں۔ اس کی بھی تعمیل کی گئی۔ ان تمام احکامات کے دوران کسی نے اپنے امیر سے یہ سوال نہیں کیا کہ ہم جس مہم پر نکلے ہیں اس کا ان امور سے کیا تعلق ہے۔ لیکن جب ان کے امیر نے حکم دیا کہ اس آگ میں کود پڑیں تو انہوں نے جواباً کہا کہ اسی آگ سے بچنے کے لئے تو ہم اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ لہٰذا اس میں کس طرح کود سکتے ہیں؟ جب یہ معاملہ حضور ﷺ کے سامنے آیا تو انہوں نے اس حکم عدولی پر ان کی کوئی باز پرس نہیں فرمائی۔ محمد نسیم الدین صاحب نے کہا کہ ہمیں بھی اپنے امیر کی اس طرح اطاعت کرنی چاہئے جب تک کہ اس کا حکم معروف کے دائرے کے اندر ہے۔ اگر امیر کوئی غلط حکم خدانخواستہ دیتا ہے تو وہ خود اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ اس جذبہ کا مظاہرہ ہر سطح پر کیا جانا چاہئے۔

انہوں نے اس روزنامچہ کا ذکر کیا ہے جو نقباء کو تربیت گاہ کے دوران دیا تھا اور کہا کہ اس کی خانہ پری گو کہ ہر رفقاء پر لازم نہیں تاہم ہر رفیق کو چاہئے کو وہ روزانہ اسے پُر کرتا رہے اگر وہ چاہتا ہے کہ اس کا کل آج سے بہتر ہو۔ اس روزنامچہ میں نمازوں اور قرآن سے تعلق کی کیفیت، ادعیہ ماثورہ کا ورد اور دیگر امور شامل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں خود بھی اس فارم کی خانہ پری کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ اس تربیت گاہ کا ہدف صرف یہ رکھا گیا تھا کہ نقباء کی صلاحیتوں کو کس طرح اجاگر کیا جائے۔ اس کے لئے انہیں ان لکچرز کے نوٹس پر گاہے گاہے نظر ڈالتے رہنا چاہئے جو تربیت گاہ کے دوران دیئے گئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اصلاح احوال کے لئے اللہ تعالیٰ سے خلوص دل کے ساتھ دعا کرتے رہنا چاہئے اور اس سلسلہ میں نماز تہجد کی عادت ڈالنی چاہئے جو دعا کی قبولیت کا بہترین وقت ہوتا ہے۔ انہوں نے رفقاء کو تاکید کی کہ تربیت گاہ کے دوران انہیں جو اہداف دیئے گئے ہیں ان کے حصول کی کوششیں شروع کردیں۔ انہوں نے کہا کہ ماہ اکتوبر میں ہونے والی نقباء کی تربیت گاہ سے قبل ان شاء اللہ وہ نقباء کے ساتھ ایک اور ملاقات کا اہتمام کریں گے۔

تنظیم اسلامی ضلع شرقی نمبر۲ میں ہونے والی نشست کے علاوہ بقیہ تمام نشستوں میں راقم بھی حلقہ کے ساتھ شریک تھا۔

(رپورٹ: محمد سمیع)

تنظیم اسلامی ڈسکہ کے دعوتی و تحریکی پروگرام

تنظیم اسلامی ڈسکہ کے دعوتی و تحریکی پروگراموں کے سلسلے میں گزشتہ جمعہ مورخہ ۲۹/مئی ۱۹۹۸ء کو شہر کے بارونق بازار میں واقع محمود شاپنگ سنٹر میں ایک پروگرام کا انعقاد عمل میں لایا گیا۔ پروگرام کا موضوع "طالبان، اسلام اور پاکستان" رکھا گیا جس میں تنظیم اسلامی حلقہ گوجرانوالہ کے امیر جناب شاہد اسلم صاحب نے انتہائی مفصل اور ایمان افروز خطاب کیا۔

پروگرام کی تشہیر کے لئے رفقاء تنظیم نے دعوت اور تشہیر کا کام کیا۔ پروگرام کا آغاز تنظیم اسلامی ڈسکہ کے رفیق جناب سلیمان نذیر کی تلاوت سے ہوا۔ اس کے بعد جامع مسجد وہاب ڈسکہ کے نوعمر طالب علم محمد حسنین نے حمدیہ کلام پڑھا۔ "پروردگار عالم میں ہوں پروانہ تیرا"۔ اس کے بعد جناب شاہد اسلم نے "طالبان، اسلام اور افغانستان" کے حوالے سے اپنے خطاب کا آغاز کیا۔ جناب شاہد اسلم ان پندرہ افراد میں شامل تھے جن لوگوں نے گزشتہ ماہ افغانستان کا مطالعاتی دورہ کیا۔ انہوں نے طالبان کی تحریک سے پیدا ہونے والی صورت حال اور ان کی سرزمین افغانستان میں گرانقدر کامیابیوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ طالبان کے متعلق بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ لوگ عام مدرسوں اور تعلیمی اداروں کے طالب علم تھے جو ملک میں جاری کئی سالہ روسی تسلط اور پھر مسلسل خانہ جنگی سے ملکی حالات پر کڑی نظر رکھے ہوئے تھے۔ جب ان لوگوں نے دیکھا کہ نئے آنے والے لوگوں سے بھی اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی اُمید رکھنا محض اپنے آپ کو دھوکہ دینا ہے تو یہ لوگ بلا خوف و خطر میدان میں کود پڑے۔ ان کے پاس کوئی جنگی حکمت عملی یا جنگی ساسامان رسد نہیں تھا مگر یہ جذبہ جہاد ہی تھا جو ان کو اس میدان میں لے آیا۔ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو ۲ سال کے قلیل عرصے میں افغانستان کے ایک بہت بڑے رقبے پر حکومت عطا کی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ سنت رسول ﷺ کے مطابق افغانستان میں نظام اسلام قائم ہونے کے بعد طالبان کا اگلا ہدف یقیناً اس کے ہمسایہ ممالک ہیں کیونکہ اس نظام کی توسیع ہونی ہے اور احادیث کی رو سے کل روئے ارضی پر یہ نظام قائم ہو کر رہنا ہے۔ جناب شاہد اسلم نے علامہ اقبال کے افکار کی روشنی میں افغانستان کا خصوصی ذکر کیا جس سے سامعین کو اندازہ ہوا کہ علامہ اقبال کی نظر میں سرزمین افغانستان کی کیا حیثیت ہے۔

آسیا یک پیکر آب و گل است
ملت افغان در آن پیکر دل است
از فساد او فساد آسیا
از کشاد او کشاد آسیا

ملت پروردهٔ کوه و دمن
در میانش خون شیران موج زن

ترجمہ (ایشیاء کی سرزمین جو ہے وہ پانی اور مٹی سے مل کر بنی ہے۔ اور سرزمین افغانستان کو اس کے قلب کی حیثیت حاصل ہے۔ اگر افغانستان میں فساد آتا ہے تو پورے ایشیاء میں فساد کی کیفیت ہوگی اور اگر اس کو فتح کر لیا جاتا ہے اور اس میں امن آتا ہے تو پورے ایشیاء میں امن کی کیفیت ہو جائے گی۔ یہ ملت افغانستان ایسے لوگوں پر مشتمل ہے جو پہاڑوں اور وادیوں میں رہنا پسند کرتے ہیں اور ان کے اندر شیروں کا خون موج زن ہے جو خود پہاڑوں پر رہنا پسند کرتا ہے۔)

اس شعر کی رو سے اگر دیکھا جائے تو جیسے ہی روسی افواج افغانستان میں داخل ہوئیں اسی طرح پورے ایشیاء کو خطرہ لاحق ہو گیا کہ روسی کہیں ہماری طرف نہ آجائیں۔ یعنی ایشیاء میں فساد کی کیفیت ہو گئی۔ اب طالبان کے ہاتھوں افغانستان کے اندر اسلام کو تقویت ملی ہے اور پوری امت مسلمہ کی نظریں اس کی طرف ہیں یعنی پورے ایشیاء میں امن کی امید روشن ہو گئی ہے۔ پروگرام کی صدارت تنظیم اسلامی کے رفیق اور سابق پرنسپل ڈگری کالج ڈسکہ جناب بشیر وڑائچ نے فرمائی۔ پرنسپل صاحب نے پروگرام کے آخر میں دعائیہ کلمات بھی ادا فرمائے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان میں بھی قیام نظام خلافت کی طرف ہم سب کی راہنمائی فرمائے۔

سٹیج سیکرٹری کے فرائض نقیب اسرہ ڈسکہ جناب محمد اقبال نے سرانجام دیئے۔ سامعین کی تعداد ساٹھ (۶۰) کے قریب رہی۔ سب سامعین نے جناب شاہد اسلم کے خطاب کو سراہا اور آئندہ بھی حالات حاضرہ کے حوالے سے بیان سننے کی خواہش ظاہر کی۔ (رپورٹ : محمد ثاقب عباسی)

سرگودھا میں دعوتی پروگرام

اس مرتبہ دو روزہ پروگرام کے لئے بادا چک سرگودھا روڈ کا انتخاب کیا گیا۔ ۲۳ مئی کو چار مختلف سکولوں میں دعوتی پروگرام منعقد کئے گئے۔ ان میں محمد رشید عمر' میاں محمد اسلم' ملک احسان الٰہی اور محمد نعمان اصغر نے اساتذہ کے سامنے تنظیم اسلامی کی دعوت پیش کی۔ بعد میں اساتذہ کی طرف سے مختلف سوالات کے جوابات بھی دیئے گئے۔ مجموعی طور پر ۳۲ اساتذہ کو تنظیم اسلامی کی دعوت سے متعارف کرایا گیا۔ نماز عصر کے بعد تین مختلف ٹیموں نے بادا چک میں دعوتی کام سرانجام دیا۔ راقم نے امیر حلقہ محمد رشید عمر اور محمد فاروق کے ہمراہ چند احباب سے خصوصی ملاقاتیں کیں۔ اسی حلقہ سے پاکستان پیپلز پارٹی کے نومنتخب کونسلر سے بھی محمد رشید عمر نے ملاقات کی۔

نماز مغرب کے وقت میاں محمد اسلم نے جامعہ مسجد عثمانیہ میں خطاب کیا اور فرائض دینی کا جامع تصور پیش کیا۔ نماز عشاء کے بعد رفقاء کے درمیان "دینی فرائض کا جامع تصور" کے عنوان پر مذاکرہ ہوا۔ اگلے نماز فجر کے بعد رفقاء سے ادعیہ ماثورہ سنی گئیں۔

اگلے دن نماز فجر کے بعد ملک احسان الٰہی نے نورانی مسجد میں خطاب کیا' یہاں تقریباً ۵۰ افراد موجود تھے۔ ایک نوجوان محمد شاہد نے تنظیم اسلامی کی دعوت سے اتفاق کرتے ہوئے دو روزہ پروگرام میں ایک دن وقف کیا۔ موصوف ایک پرائیویٹ سکول کے پرنسپل ہیں۔ مسلم ٹاؤن کی نمبرا کی مسجد رحمٰن میں نماز فجر کے بعد راقم نے سورہ التوبہ کی ایک آیت کی روشنی میں نفاق کے موضوع پر درس قرآن دیا۔ اس مسجد میں جماعت اسلامی کا حلقہ درس قرآن قائم ہے۔ پروفیسر حمید اللہ خاں نیازی اور چند دوسرے اصحاب نے درس قرآن کے بعد مختلف سوالات کئے اور تنظیم اسلامی کے طریق کار کے بارے میں دریافت کیا۔ پروفیسر صاحب نے بعد ازاں رفقاء کو اپنے گھر میں ہونے والے درس قرآن میں شرکت کی دعوت دی۔ رفقاء نے درس قرآن میں شرکت کی' جہاں ذاتی تعارف بھی ہوا۔ اس کے بعد پھر دعوتی وفود تشکیل دے کر کام کیا گیا۔ راقم نے محمد فاروق کے ساتھ جماعت اسلامی کے ایک نوجوان کارکن محمد شفیق سے ملاقات کی۔ ایک گھنٹہ تک ہونے والی اس گفتگو میں محمد فاروق نے تفصیل کے ساتھ تنظیم اسلامی کی دعوت اور طریق کار پر روشنی ڈالی۔

کارنر میٹنگ کا بندوبست مین چوک میں کیا گیا تھا۔ اس پروگرام سے پہلے دوبارہ دعوتی کام کیا گیا۔ خاص طور پر ویڈیو سنٹر کے مالکان سے ملاقاتیں کر کے ان سے اپیل کی گئی کہ وہ اس کام کو ترک کر کے کسی حلال طریقے سے روزی کمانے کا بندوبست کریں۔ ویڈیو سنٹرز بے حیائی اور عریانی کو گھر گھر پھیلا رہے ہیں جس کے باعث معاشرہ تباہی کی طرف بڑھ رہا ہے۔

نماز عصر کے بعد کارنر میٹنگ شروع ہوئی اسٹیج سیکرٹری کے فرائض محمد فاروق نے ادا کئے جبکہ تلاوت قرآن مجید حافظ محمد ارشد نے کی۔ میاں محمد اسلم نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج دنیا پھر اس نظام کی متلاشی ہے جو آج سے چودہ سو سال قبل حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ ؓ نے نافذ کیا تھا۔ اس نظام کو نافذ کرنے کے لئے مختلف جماعتیں — مختلف طریقوں سے جدوجہد کر رہی ہیں لیکن کامیابی کا اصل راستہ وہی ہے جس پر حضورؐ نے عمل کیا۔ ہم اگر اسلامی انقلاب کے نعرے کو حقیقت کا روپ دینا چاہتے ہیں تو ہمیں حضورؐ ہی کے اسوہ کو اختیار کرنا پڑے گا۔ میاں محمد اسلم نے کہا کہ ہم مل جل کر برائی کے آگے بند باندھیں اور آپ تنظیم اسلامی کا ساتھ دیں۔ پروگرام کا اختتام پروفیسر محمد ادریس کی دعا سے ہوا۔ مجموعی طور پر سو ادو سو افراد تک تنظیم اسلامی کی دعوت پہنچائی گئی۔

(رپورٹ : محمد نعمان اصغر)

دعائے صحت کی اپیل

تنظیم اسلامی ڈیرہ اسماعیل کے رفیق محمد طارق کے کزن گزشتہ دنوں سے شدید علیل ہیں۔ رفقاء و احباب سے موصوف کی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

بقیہ : منبر و محراب

جمعیت علماء پاکستان کے ان زعماء سے ملاقات کے بعد میرا تاثر یہ ہے کہ دین کی بالادستی کے قیام کے لئے اگر مولانا عبدالستار نیازی صاحب کمر ہمت کس لیں تو اس جانب پیش رفت ہو سکتی ہے' اگرچہ وہ کتنے ہی بوڑھے ہو چکے ہیں' ان کا عزم تو جوان ہے' ان کی کمر بحمد اللہ ابھی خمیدہ نہیں ہوئی اور ان کا طرہ بھی ماشاء اللہ ابھی قائم ہے۔ کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی کام کے لئے ابھی تک مہلت عمر عطا کی ہوئی ہو۔ مولانا نیازی کے حوالے سے چھ باتیں میرے سامنے آتی ہیں جن کے حوالے سے میں اس کام کے لئے انہیں موزوں ترین سمجھتا ہوں۔

۱) موجود الوقت مذہبی قیادت میں معمر ترین شخصیت مولانا عبدالستار نیازی ہی کی ہے۔
۲) مولانا عبدالستار نیازی' امیر ملت پیر جماعت علی شاہ کے نوجوان ساتھیوں میں رہے ہیں جنہوں نے قیام پاکستان کی حمایت میں مسلم لیگ کی پرزور تائید کی تھی۔
۳) وہ تحریک پاکستان سے وابستہ رہے ہیں۔
۴) اسلامیہ کالج ریلوے روڈ میں وہ مولانا مودودیؒ کے شاگرد رہے ہیں۔
۵) مولانا عبدالستار نیازی دستوری سطح پر نفاذ شریعت کے لئے وہی کردار قرارداد مقاصد کی منظوری کے لئے ادا کر سکتے ہیں جو کردار مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے ادا کیا تھا۔ مولانا عثمانیؒ بھی مسلم لیگ میں شامل تھے اور آج مولانا عبدالستار نیازی کی جماعت بھی مسلم لیگ کی اتحادی جماعتوں میں شامل ہے۔
۶) مولانا نیازی کو مسلک سواد اعظم کی حمایت حاصل ہے۔

حاصل کلام یہ کہ دینی جماعتوں کیلئے اس وقت کرنے کا اصل کام یہی ہے کہ وہ قرآن و سنت کی بالادستی اور سودی نظام کے خاتمے کیلئے متحد و متفق ہو کر اسے عوامی مطالبہ کی شکل دینے کے لئے میدان عمل میں کود پڑیں۔

تحریک خلافت کی نفاذ شریعت کانفرنس

تحریک خلافت پاکستان کے زیر اہتمام ۲۸ جون ۹۸ء کو قرآن آڈیٹوریم لاہور میں "نفاذ شریعت کانفرنس" منعقد ہوگی جس میں امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد سمیت دیگر ممتاز دینی و مذہبی جماعتوں کے سربراہ شرکت فرمائیں گے۔

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۷، شمارہ ۲۳
سالانہ زر تعاون: ۱۲۵/- روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس- ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت: ۳۶-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۵۸۶۹۵۰۱-۰۳

معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ فرقان دانش خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

جوابِ آں غزل

فہم اسلام اور ہمارے علماء و دانشور!

—— تحریر: محمد سمیع، کراچی ——

ملک کے معروف صحافی جناب ارشاد احمد حقانی نے حکمرانوں کو للکارا ہے کہ وہ اپنا فہم اسلام درست کریں۔ کاش کہ ہمارے حکمرانوں کا فہم اسلام درست ہو جائے تو پھر وہ اپنے اقتدار کے استحکام کے لئے امریکہ کی طرف کیوں دیکھیں، جو اپنے آپ کو دنیا کی سپر پاور سمجھنے لگا ہے۔ حالانکہ اگر اسے کسی قسم کا اقتدار حاصل ہے تو بھی تو وہ محض زمین کا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ جو ہمارا حقیقی سپر پاور ہے وہ آسمانوں اور زمین پر اقتدار رکھتا ہے، ایسا اقتدار جو دائمی ہے اور جسے کوئی زوال نہیں۔ کاش کہ ہمارے حکمراں امریکہ کی پناہ ڈھونڈنے کی بجائے اللہ جل شانہ کی پناہ میں آنے کی کوشش کرتے اور اس کی واحد صورت یہ ہے کہ وہ اپنی انفرادی زندگی میں بھی اللہ کی بندگی کی روش اختیار کرتے اور اللہ نے انہیں جو اقتدار عطا کیا گیا ہے وہ اس کو بھی بندگی رب کے نظام کو نافذ کرنے کے لئے وقف کرتے۔

حقانی صاحب کے مضمون کے عنوان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کا درست فہم انہیں ہی یا پھر انہیں بھی حاصل ہے۔ اصل میں رونا اس بات کا ہے کہ وطن عزیز کا ہر طبقہ اسلام کا اپنا فہم رکھتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ اسی کا فہم اسلام درست ہے۔ اصولی طور پر تو دین کا کامل فہم علماء دین ہی کو حاصل ہونا چاہئے کیونکہ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ ہر شعبۂ علم میں مہارت حاصل کرنے کے لئے اسی شعبہ کے ماہرین سے رجوع کیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر آپ علم طب حاصل کرنے چاہیں تو طب کے ماہرین سے رجوع کرتے ہیں، اگر آپ انجینئرنگ کا علم حاصل کرنا چاہیں تو اس شعبہ کے ماہرین کے پاس جاتے ہیں علی ھذا القیاس۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے علماء دین مسلکوں اور فرقوں میں بٹ کر رہ گئے ہیں اور ہر مکتبۂ فکر اور فرقے کے علماء اپنا اپنا فہم اسلام رکھتے ہیں لہٰذا کسی فرقے کے علماء کے نزدیک ایک خاص عمل عشق رسول کا مظہر ہے تو دوسرے فرقے کے نزدیک یہی عمل بدعت کا درجہ رکھتا ہے۔ کہا جاسکتا ہے کہ علماء کے فروعی اختلافات سے صرف نظر کرنا چاہئے لیکن جب سارا زور فروعی مسائل پر ہی صرف کیا جا رہا ہو تو اصلی دین لوگوں تک پہنچے تو کیونکر؟

علامہ اقبال نے اپنے خطبہ الٰہ آباد میں فرمایا تھا کہ ہندوستان کے شمال مغرب میں ایک اسلامی مملکت کا قیام تقدیر مبرم کی حیثیت رکھتا ہے اور اگر ایسا ہو گیا تو ہمیں ایک موقع مل جائے گا کہ اسلام کے رخ روشن پر دورِ ملوکیت میں جو پردے پڑ گئے ہیں انہیں ہٹا کر اسلام کا اصل چہرہ دنیا کے سامنے پیش کیا جاسکے۔ لیکن ملوکیت کے معتوب نظام کی بجائے وطن عزیز میں مغربی جمہوریت کے نظام کو سینے سے لگایا اور لوگوں کو اظہار رائے کی جو آزادی حاصل ہوئی اور اپنے خیالات کی ترویج کا جو موقع ملا اس کے نتیجے میں اسلام کے رخ روشن سے پردے کیا ہٹتے یہ اور دبیز ہوتے چلے گئے۔ قوم کی مذہبی، علاقائی اور لسانی بنیادوں پر تقسیم در تقسیم ہوئی جس کے نتیجے میں وطن عزیز میں "ظهر الفساد في البر والبحر" کی کیفیت پیدا ہو چکی ہے۔ دورِ ملوکیت میں تو اسلام کی چھ منزلہ عمارت جس کی منزلیں عقائد، عبادات، رسومات، معاشرتی نظام، معاشی نظام اور سیاسی نظام ہیں، ان میں سے صرف سب سے اوپر والی منزل یعنی سیاسی نظام منہدم ہوا تھا لیکن آج چھ کی چھ منزلیں کمزور پڑ چکی ہیں۔ عقائد، عبادات اور رسومات میں مذہبی تفریق کی بنا پر رخنے پڑ چکے ہیں۔ ہم نے اپنا معاشرتی نظام اُس مغربی تہذیب پر استوار کر لیا جس کے بارے میں علامہ اقبال نے فرمایا تھا کہ ع یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے۔ معاشی نظام سودی لین دین پر استوار ہوا اور ہم یہودیوں کے بچھائے ہوئے [illegible] میں گرفتار ہو کر آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے غلام [illegible] گئے۔ سیاسی سطح پر اقتدار کا سرچشمہ ذات باری تعالیٰ [illegible] بجائے عوام قرار پائے۔ یہ وہ حقائق ہیں جن سے آج [illegible] عزیز کا بچہ بچہ واقف ہے لیکن افسوس کا مقام یہ ہے کہ [illegible] اس مصرع کے مصداق بن گئے ہیں کہ ع "اتنے ما[illegible] صیاد سے ہو گئے، اب رہائی ملی تو بھی تو مر جائیں گے"۔ [illegible] سب جانتے ہیں کہ اس ساری صورتحال سے نکلنے کا [illegible] ہی راستہ ہے اور وہ یہ کہ ہم اپنی انفرادی زندگیوں میں [illegible] الامکان دین کے احکامات پر چلیں، اپنے اہل و عیال، ع[illegible] اقارب، وطن اور بیرون وطن لوگوں کو اللہ کی بند[گی کی] روش اختیار کرنے کی ترغیب دیں اور وطن عز[یز میں] اسلام کے نظام عدل اجتماعی کو قائم کرنے کی جدوجہد [میں] شریک ہوں۔ لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ جب ہماری اکثریت اللہ کی بندگی اختیار کرنے کے لئے تیار نہیں [تو] اگلے مراحل کہاں سے آسکتے ہیں؟ ہمارے علماء اور دا[نشور] حضرات کا فرض تو یہ تھا کہ وہ دین کے معاملے میں لوگوں [کی] رہنمائی کرتے لیکن وہ تو دین کی اپنی اپنی تشریحات [سے] لوگوں کو دین سے دور کرنے کا فریضہ انجام دے ر[ہے] ہیں۔ میری حقانی صاحب سے گزارش ہے کہ اللہ تعالیٰ [نے] انہیں قلم کی جو طاقت عطا کی ہے وہ اسے اسلام کے عدل اجتماعی کو مشکوک بنانے کی بجائے لوگوں کو دین [کے] بارے میں مثبت طرز عمل اختیار کرنے پر آمادہ کرنے [کے] لئے استعمال کریں۔

خوشخبری

امیر تنظیم اسلامی

ڈاکٹر اسرار احمد

کے دروس و خطابات، انٹرنیٹ (INTERNET) پر

تنظیم اسلامی پاکستان اور مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کا ویب پیج اپ لوڈ کر دیا ہے۔ جس کے ذریعہ سے فی الحال ڈاکٹر صاحب موصوف کے خطبات جمعہ، نماز جمعہ تقریباً تین گھنٹہ بعد ساعت کے لئے دستیاب ہوں گے۔ فی الحال امیر محترم کا خطاب بعنوان "نواز شریف کی قومی پالیسی" مورخہ 17 جون 98ء اور دعائے صلوٰۃ ا[illegible] ساعت کے لئے دستیاب ہے۔

www.brain.net.pk/~aasif

تیار کردہ: شعبہ سمع و بصر- مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور